سلسلۂ مشاہیر اسلام

نمبر دوم

سیرۃ الصدّیق

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

سوانح عمری

مولفہ ومرتبہ

فقیر محمد بشیر صدیقی علی پوری (مولوی فاضل)

بفرمائش

ملک سردار محمد۔ دل محمد اینڈ برادرس

تاجران کتب کشمیری بازار لاہور

حمیدیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام بابو نظام الدین منیجر مستاجر کے چھپا

دیباچہ

حمداً لمولانا تعالیٰ شانہٗ	شکراً لہٗ قد عمّنا احسانہٗ
ثم الصلوٰۃ علی النبی و آلہٖ	و صحبہٖ والتابعین و حزبہٖ
و امامنا والشافعی و مالک	و احمد بعد الاولیٰ من سالک

مسلمانوں کی تاریخ سے جو انکا آبائی علم تھا بے اعتنائی دیکھکر دل کڑھتا تھا کہ خدایا اس قوم کو جو کسی زمانے میں علوم و فنون کی موجد اور استاد الدنیا تھی کیا ہو گیا اس نے اپنے آبائی علوم و فنون کو کیوں پس پشت ڈالدیا۔ ایک دن انہی باتوں پر غور کر رہا تھا کہ خیال آیا اگر وقتاً فوقتاً مشاہیر اسلام کی مختصر مگر مستند اور جامع سوانحعمریاں کہ جن کا خرید نا قلیل القیمت ہونے کے باعث کسی امیر و غریب کو گراں نہ گذرے پبلک کے سامنے پیش کیجائیں تو شائید یہ تاریکیِ غفلت مبدل بنورِ ہدایت ہو جائے۔ اسی خیال کو مد نظر رکھکر یہ سلسلہ مشاہیر اسلام شروع کیا گیا ہے جس کا یہ دوسرا نمبر یعنی سوانح عمری حضرت صدیق اکبر ہدیہ ناظرین ہے۔

حالات متعدد تاریخی کتابوں سے تنقیدی نظر سے انتخاب کئے ہیں۔ مثلاً طبری۔ تمدن عرب۔ ابن اثیر۔ تاریخ الخلفاء وغیرہ۔ زبان نہایت سادہ اور عام فہم ہے تاکہ عوام جنکے لئے یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے فائدے سے محروم نہ رہیں۔ ناظرین باتمکین سے امید ہے کہ اگر اس سے فائدہ اُٹھائیں تو مؤلف کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔

فقیر محمد بشیر صدیقی علی پوری (مولوی فاضل)

لاہور

جنوری سنہ ۱۹۱۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسب نسب اور ابتدائی حالات

بعثت اسلام سے پہلے قبائلِ قریش میں سے ہر ایک قبیلہ کے متعلق ایک خاص خدمت ہُوا کرتی تھی اور اس تقسیم میں جو خدمت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خاندان کے متعلق تھی وہ نہایت عظیم الشان اور معتبر خدمت تھی یعنی آپ خاندان بنی تیم کے متعلق تاوان وخونبہا کا انفصال وضمانت تھا۔ جبتک تاوان یا خونبہا کے متعلق یہ اقرار نہ کر لیتے فریقین اسکو مکمل نہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہؓ اسکے مہتمم تھے۔

آپ کا سلسلۂ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مُرّہ سے اِس طرح جاملتا ہے۔ عبداللہ۔ بن قحافہ عثمان۔ بن عامر۔ بن عمرو۔ بن کعب۔ بن سعد۔ بن تیم۔ بن مرّہ۔ بن کعب۔ بن لوی۔ بن غالب۔

اکثر مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پیدائش عام الفیل سے ڈھائی سال بعد ہوئی اور عام الفیل اس سال کا نام ہے جس میں ابرہ بن صباح نے بہت سے ہاتھی لیکر خانہ کعبہ پر حملہ کیا تھا۔ چونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اسی سال سے منسوب ہے۔ اس لئے اس حساب کی رو سے حضرت صدیق اکبرؓ آپ سے ڈھائی برس چھوٹے قرار پاتے ہیں۔ مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب الہجرۃ میں ایک حدیث نقل کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صدیقؓ آپ سے مسن تھے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو روانہ ہُوئے تو اونٹنی پر ابو بکرؓ کے آگے سوار تھے اور ابو بکر جو بڈھے تھے پہچانے جاتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو جوان تھے پہچانے نہ جاتے تھے۔ یزید بن اصم کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبرؓ سے دریافت کیا کہ ہم بڑے ہیں یا تم؟ تو آپ نے عرض کیا کہ بڑے تو آپ ہی ہیں۔ لیکن آپ سے میری عمر زیادہ ہے۔ اسی طرح اور کئی ایسی روایات

ہیں جن سے آپ کا مسّن ہونا ثابت ہوتا۔ لیکن تاریخ ولادت قطعی طور پر معلوم نہ ہونے کے باعث کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

نام ولقب

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ مورخین کا اسپر اتفاق ہے کہ آپ کا نام عبداللہ بن عثمان ہے مگر ابن سعد نے بحوالہ ابن سیرین لکھا ہے کہ آپ کا نام عتیق تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ عتیق آپ کا لقب تھا۔ پھر اس میں یہ اختلاف ہے کہ آپ اس لقب سے کس وقت اور کس سبب سے ملقب ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ بوجہ حسن صورت کے آپ اس لقب سے ملقب ہوئے اور ابو نعیم کہتے ہیں کہ آپ کا یہ لقب اس وجہ سے پڑا کہ آپ نیک کام کے لئے آگے بڑھتے تھے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ آپ کا یہ لقب اس وجہ سے ہوا کہ آپ کی نسب میں کوئی ایسا نہیں ہوا جس پر کوئی عیب لگایا گیا ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قاسم بن محمد نے عرض کیا کہ صدیق اکبرؓ کا کیا نام تھا۔ آپ نے فرمایا عبداللہ۔ انہوں نے عرض کیا لوگ تو کہتے ہیں کہ عتیق نام تھا۔ اسپر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابو قحافہ رضؓ کے تین بچے تھے ایک کا نام عتیق تھا۔ دوسرے کا معتق اور تیسرے کا معیتق۔

خلاصہ یہ ہے کہ صدیق اور عتیق آپ کے لقب تھے اور عبداللہ نام تھا چنانچہ بخاری اور ترمذی سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ اور ملقب بہ عتیق ہونیکی وجہ یہ تھی۔ کہ۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ اتنے میں صدیق اکبرؓ بھی آگئے۔ آنحضرت صلعم نے انکی طرف دیکھکر فرمایا کہ جو کوئی آتش دوزخ سے آزاد شخص کو دیکھنا چاہتا ہے وہ ابوبکر کو دیکھ لے۔ اُسی دن سے آپ کا لقب عتیق مشہور ہو گیا۔ اور ملقب بہ صدیق ہونیکی نسبت زیادہ تر یہی مشہور بات ہے کہ چونکہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق سب سے پہلے بلا کسی معجزہ کو طلب کرنیکے فرمائی تھی اور اسی طرح تصدیق معراج بھی بلا کسی تردد و تفکر کے کی تھی اسلئے آپ کا لقب صدیق ہوا۔

تعلیم و تربیت

آپ کی تعلیم کی بابت تو کسی تاریخ میں مفصل ذکر نہیں۔ ہاں اتنا لکھا ہے کہ آپکو علم انساب میں خاص مہارت تھی چنانچہ جبیر بن مطعم جو عرب کے بڑے نسابو میں سے ہیں آپکے ہی خوشہ چین تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں نے علم نسب حضرت ابوبکرؓ سے ہی سیکھا ہے۔ جو عرب کے سب سے بڑے نساب تھے۔

علم تعبیر میں بھی آپ کو کامل دستگاہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ باسعادت میں آپ ہی خوابوں کی تعبیر بتلایا کرتے تھے۔ محمد بن سیرین جو علم تعبیر رویا میں بڑا پایہ رکھتے تھے کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق سے بڑھ کر کوئی معبّر نہیں ہوا۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مجھے بارگاہ ایزدی سے حکم ہوا ہے کہ ابوبکرؓ سے تعبیر خواب پوچھا کروں۔

آپ سب سے زیادہ فصیح اور مقرر تھے۔ اہل علم کا اسپر اتفاق ہے کہ صحابیوں میں سے سب سے زیادہ فصیح ابوبکرؓ و علیؓ تھے۔

آپ کے اعلم الصحابہ ہونے پر حدیث حدیبیہ دلالت کرتی ہے۔ تمام صحابیوں میں آپکی عقل کامل اور اصابت رائے مانی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت جبریل نازل ہوئے اور فرمایا کہ آپ کو خدا نے حکم دیا ہے کہ ابوبکر سے مشورہ کیجئے۔

کسب

آپ ایک خوش گذران تاجر تھے۔ بزازی کا کام کیا کرتے تھے ملک میں بحیثیت شرف خاندانی جو وقعت آپ کو حاصل تھی اسکو آپ کی تجارت اور وجاہت نے اور بھی دوبالا کر دیا تھا۔ چنانچہ روایت ہے کہ قبول اسلام کے وقت آپکے پاس چالیس ہزار درہم یا بارہ ہزار روپیہ نقد موجود تھا اور کئی ایک غلام تھے۔

مذہب سابقہ و چال چلن

آپ کا چال چلن ابتداء سے ہی قابل تعریف تھا شراب۔ جوا وغیرہ فواحش کے قریب تک آپ کبھی نہیں گئے۔ حالانکہ زمانہ جاہلیت میں یہ باتیں ایسی مروّج تھیں جن سے بچے رہنا عجائبات سے ہے۔ اور یہ بات آپ کے کمال حسن اخلاق اور لیاقت اور مآل اندیشی کی دلیل ہے۔ ایک شخص نے بعد اسلام آپ سے دریافت کیا کہ زمانہ جاہلیت میں آپ نے شراب پی ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا خدا پناہ میں رکھے اور جب وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کُنْتُ اَصُوْنُ عرضی واحفظ مروّتی فانّ من شرب الخمر کان مضیعاً فی عرضہ ومروّتہ یعنی میں اپنی آبرو اور مروت کو بچاتا تھا کیونکہ جو شخص شراب پیتا ہے وہ اپنی آبرو اور مروّت کو ضائع کر دیتا ہے۔

اس کے سوا یہ بھی ایک بڑی بات ہے کہ باوجود کفر و بت پرستی کے عام و تام ہونیکے بھی آپ کو بت پرستی سے قطعی نفرت تھی۔ اس لئے آپ نے ایام جاہلیت میں بھی بت پرستی نہیں کی۔ چنانچہ امام قسطلانی نے باب اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ تو حضرت صدیق نے عرض کیا۔
یارسول اللہ مجھے آپ کی زندگی کی ہی قسم ہے میں نے بت کو کبھی سجدہ نہیں کیا
یہ بات سُنکر بول اُٹھے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تم نے کبھی بت کو سجدہ نہ کیا ہو حالانکہ
اتنی عمر تم نے جاہلیت میں بسر کی ہے۔ یہ سُنکر صدیق اکبر نے کہا ایک دن میرا باپ
ابوقحافہ میرا ہاتھ پکڑ کر بتکدہ میں لے گیا تھا۔ اور کہتا بھی تھا کہ یہ تمہارا معبود ہے۔
اسے سجدہ کرو۔ مگر وہ یہ کہکر چلا گیا۔ تو میں نے اسی بت کے قریب ہو کر کہا۔ میں
بھوکا ہوں کچھ کھانا کھلاؤ۔ مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا میں ننگا
ہوں کپڑا دلواؤ۔ اس پر بھی اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر میں نے
ایک پتھر اُٹھا کر کہا کہ میں یہ پتھر تجھ پر پھینکتا ہوں۔ اگر تو معبود ہے تو اس سے
اپنے آپکو بچالے۔ مگر وہ پھر بھی بدستور چپ تھا۔ پس میں نے اس پر وہ پتھر دے
مارا جس سے وہ مُنہ کے بل گر پڑا۔

اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق رضؓ کو ابتداء سے
ہی ایسی عقل سلیم اور روشنضمیری عطا ہوئی تھی جس سے آپ ایسی باتوں سے
بچے رہے اور ایسی سلیم الفطرتی انبیاء علیہم السلام کے سوا دوسرے اشخاص میں
بہت کم پائی جاتی ہے۔

قبولِ اسلام

مشرف باسلام ہونے میں پہلا نمبر صدیق اکبر کا ہی ہے۔ چنانچہ قضیہ خلافت
کے وقت آپنے فرمایا تھا کہ میں سب لوگوں سے خلافت کا زیادہ مستحق نہیں کیا میں سب سے پہلے
ایمان نہیں لایا"۔ سب سے پہلے آپنے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے
چنانچہ آپ کے سابق الایمان ہونیکی بابت حضرت حسان بن ثابت رضؓ فرماتے ہیں۔

اذا تذکرت شجوًا من اخی ثقۃٍ ۔۔۔ فاذکر اخاک ابابکرٍ بما فعلا
خیر البریۃ اتقاھا واعدلھا ۔۔۔ الا النبی واوفاھا بما حملا
والثانی التالی المحمود مشھدہ ۔۔۔ واول الناس منھم صدق الرسلا

ؔلہ جب تو کسی نیکوکار بھائی کے ذکر واندوہ کو یاد کرے تو حضرت صدیق اکبر کے ذکر خیر کو بھی ضرور یاد کر۔
کیونکہ وہ آنحضرت صلعم کے بعد باعتبار نیکوکاری۔ انصاف۔ کارگذاری۔ احکام شرع اور نفع رسانی خلقت کے
بہترین خلقت میں [illegible]

میمون بن مہران سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک حضرت علیؓ افضل ہیں۔ یا صدیق اکبر رضی اللہ عنہما۔ اس سے انہیں سخت غصہ آیا اور کہنے لگے مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ میں اُن دونوں میں موازنہ کیا جانے کے وقت تک زندہ رہونگا۔ ارے وہ دونوں اسلام کے لئے بمنزلہ سر کے تھے۔ پھر اسی شخص نے پوچھا کہ حضرت علی پہلے ایمان لائے تھے یا حضرت صدیق اکبر۔ انہوں نے کہا کہ حضرت صدیق اکبر بحیرہ راہب کے وقت ایمان لائے تھے اور اُس وقت حضرت علیؓ پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ اور تحقیق بھی یہی ہے کہ آپ کل صحابہ اور تابعین وغیرہ سے پہلے ایمان لائے تھے۔

بعض احادیث ایسی بھی ہیں جن سے حضرت علی کا سابق الایمان ہونا ثابت ہوتا ہے اور بعض سے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی سبقت فی الایمان ثابت ہوتی ہے۔ ان مختلف اقوال میں سب سے پہلے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے یوں تطبیق دی ہے کہ بالغ آزاد مردوں سے حضرت ابو بکر صدیق اور بالغ آزاد عورتوں سے حضرت خدیجہ کبریٰ۔ اور نابالغ آزاد لڑکوں میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پہلے ایمان لائے ہیں۔ یعنی اپنے اپنے طبقہ میں ہر سہ صاحبان سابق الایمان کہلانے کے مستحق ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بعثت نبوت سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے ایک نور نکلکر خانہ کعبہ کی چھت پر آکر جلوہ افروز ہوا۔ اور اس کا تھوڑا تھوڑا حصہ تمام اطراف وجوانب میں پہنچگیا۔ پھر وہ نور مبارک ایک جگہ مجتمع ہوا۔ اور خاص میرے گھر میں آگیا۔ جس کے بعد میں نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا یہ خواب آپ نے ملک شام میں دیکھا تھا۔ جہاں تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے ایک یہودی سے آپ نے اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے کہا کہ یہ تو خواب وخیال ہے پھر آپ نے اس کی تعبیر بحیرہ راہب سے پوچھی تو اس نے آپکا حال دریافت کرکے کہا کہ خدا تعالےٰ تمہاری قوم سے نبی آخر الزمان پیدا کریگا۔ اور تم اسکے وزرار میں سے ہوگے۔ اور اُنکی وفات کے بعد خلیفہ بنائے جاؤ گے۔ پھر آپ وہاں سے تشریف لے آئے اور جونہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی آپ مشرف باسلام ہوئے۔

حضرت صدیقؓ کی خدمات اسلام

حضرت صدیق اکبر نے تائید اور ترویج اسلام میں جو اعلےٰ اور کامیاب کوششیں

کی ہیں اور جس طرح اپنے مال۔ زبان اور عزت کو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار کیا ہے وہ غالباً آپ کا ہی حصہ ہے دوسرا کوئی شخص اس میں شریک نہیں ہو سکتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بارہا فرمایا کرتے تھے مَانَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ مِثْلَ مَالِ اَبِیْ بَکْرٍ یعنی جیسا فائدہ مجھے صدیق اکبر کے مال سے پہنچا ہے کسی دوسرے کے مال سے نہیں پہنچا۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق کے مال میں ویسا ہی تصرف فرمایا کرتے تھے۔ جیساکہ اپنے مال میں۔

مورخین لکھتے ہیں کہ قبول اسلام کے وقت حضرت صدیق رضؓ کے پاس چالیس ہزار دینار یا درم نقد موجود تھے۔ جو سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اشاعت و امداد اسلام میں خرچ کر دیئے۔ کئی ایک غلام جنہیں انکے مالک بوجہ اسلام لانیکے نہایت سخت سزائیں دیا کرتے تھے۔ آپ نے نہایت گراں قیمت دیکر خریدے اور آزاد کر دیئے۔ علاوہ ازیں اکابران قوم تلقین و تبلیغ اسلام کرنے کے متعلق آپ نے نہایت بہادری اور جرأت سے کام کیا۔ اور آپکی اس کوشش سے کئی ایسے شخص مشرف بہ اسلام ہوئے جن سے اسلام کی جڑ مضبوط ہو گئی۔ چنانچہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ زبیر بن عوام رضؓ۔ عبدالرحمٰن بن عوف سعد بن وقاص۔ طلحہ بن عبداللہ آپ کے ایماء سے مسلمان ہوئے۔

ہمنشینی اور صحبت نبوی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور ہمنشینی سے جس قدر حضرت صدیق بہرہ ور ہوئے۔ وہ بھی آپ کا ہی حصہ ہے۔ یعنی ایک تو پہلے ہی حضرت صدیق کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی۔ لیکن اسلام لائے۔ پیچھے تو آپ ایسے گرویدہ ہوئے کہ تلاش معاش کے لئے جس قدر کم سے کم وقت میں گذارہ ہو سکتا۔ اتنی غیر حاضری ہی بجبر برداشت کر کے بہت سا وقت خدمت نبوی میں ہی بسر کرتے۔

ان سب پر مزید ان مصائب کا برداشت کرنا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اور قبول و اشاعت اسلام سے حضرت صدیق کو پیش آئیں۔ یعنے پہلے تو قریباً تین برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ طور پر ہی لوگوں کو تلقین اسلام فرماتے رہے۔ مگر جب حکم آلہی آیا کہ انذر عشیرتک الاقربین ۰ تو آپ نے کھلم کھلا وعظ کہنا شروع کیا۔ جس سے تمام قریش آپکے جانی دشمن ہو گئے۔ مگر

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کے ہر طرح ممد و معاون رہتے۔ اور اشرار کے دفعیہ میں کوشش فرماتے رہتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ عقبہ نے معیط نے آکر آپ صلعم کے گلے مبارک میں چادر ڈالکر اس زور سے کھینچا کہ حلق مبارک کو ایذا پہنچی۔ اتنے میں حضرت صدیق بھی آپہنچے۔ آپ نے عقبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دفعہ کر کے فرمایا "کیا تم ایسے شخص کو صرف اس گناہ سے مارے ڈالتے ہو۔ جو خدا کو اپنا معبود بتاتا ہے اور کھلی نشانیاں لیکر تمہارے پاس آیا ہے"! آپ کی یہ حالت دیکھکر شور و غل جو ہُوا تو کسی نے پوچھا کیا ہے۔ حاضرین سے ایک شخص نے طنزاً کہا کہ ھذا ابنُ ابی قحافۃَ المجنون (یعنی یہ ابو قحافہ کا دیوانہ بیٹا ہے)۔

ایک دفعہ مشرکین خانہ کعبہ میں بیٹھے ہُوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت تذکرہ کر رہے تھے کہ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسجد میں داخل ہُوئے۔ اس پر سب لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھنے لگے کیا آپ ہمارے بتوں کو اس طرح کہتے ہو۔ چونکہ آپ کسی کے ڈر کے مارے کوئی بات چھپائے نہ رکھتے تھے اس لئے آپ نے جواب دیا کہ ہاں بیشک میں تمہارے فرضی معبودوں کے حق میں ایسا ہی کہتا ہوں۔ اس پر سب لوگ آپ کے گرد ہو گئے۔ کسی نے جا کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خبر کر دی کہ لوگ تمہارے یار کے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ آپ یہ سُنتے ہی فوراً وہاں پہنچے اور نہایت طیش میں آکر فرمایا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ یعنی کیا تم ایسے شخص کو مارے ڈالتے ہو۔ جو خدا کو اپنا معبود کہتا ہے اور تمہارے پروردگار سے کھلی نشانیاں لیکر آیا ہے"! اسپر وہ طوفان بے تمیزی حضرت صدیق اکبر کی طرف اُمنڈ پڑا اور انہیں اس قدر مارا کہ وہ بیہوش ہو گئے۔ آپ کے گھر والوں کو خبر ہُوئی تو وہ انہیں اُٹھا کر گھر لیگئے جب ذرا ہوش آیا تو لوگوں نے دوا پلانی چاہی آپ نے فرمایا کہ جبتک میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بچشم خود نہ دیکھ لوں دوا نہیں پیونگا۔

الغرض علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بجز اجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بضرورت حج وغزوہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سفر وحضر میں کبھی آپکا ساتھ نہیں چھوڑا اور اپنے اہل وعیال کو ترک کر کے محض محبت خدا میں ہجرت کی

غار میں رسول خدا کا ساتھ دیا لڑائی میں آپکے دست راست رہے اور کار نمایاں کیئے۔ جنگ احد میں تمام لوگ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھاگ گئے تھے مگر آپ ثابت قدم رہے۔

ہجرت

ہجرت حبشہ کا ارادہ اور واپسی

نبوت کے بارھویں سال جبکہ بحکم نبوی مشرکین کی تکالیف سے تنگ آ کر بہت سے صحابہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ حضرت صدیق نے بھی اجازت چاہی اور اس ارادے سے جب شہر کے باہر نکلے۔ تو روسائے قریش میں سے ابن دغنہ ایک نامسلم شخص نے آپ سے پوچھا کہ کہاں جارہے ہو آپ نے مختصر طور پر قصہ سُنادیا۔ ابن دغنہ نے کہا کہ آپ اس خیال کو جانے دیجئے۔ میری موجودگی میں کوئی شخص آپکو تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ یہ کہکر وہ آپکو واپس لے آیا اور اعیان قریش کو مخاطب کر کے کہا کہ "ابو بکر ایسا شخص نہیں جو وطن کو خود چھوڑ دے یا چھوڑنے پر مجبور کیا جائے۔ بلکہ یہ تو ایسا شخص ہے جو اپنی کمائی محتاجوں کو دیتا ہے اقربار سے صلہ رحمی کرتا ہے اور مہمانوں کی مہمانی کرتا ہے" ابن دغنہ کی اس بات پر قریش نے کہا کہ اچھا اگر یہ بلند آواز سے قرآن نہ پڑھیں اور اپنے گھر میں ہی عبادت کریں تو خیر ہم بھی نہ ستائینگے حضرت صدیق نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا اور اپنے گھر کے سامنے ایک چبوترہ پر نماز و قرآن پڑھنا شروع کیا۔ آپ چونکہ نہایت رقیق القلب تھے۔ جب خوش آوازی سے قرآن پڑھتے تو ساتھ ہی روتے جاتے تھے۔ قریش کی عورتوں اور بچوں پر اس حالت سے بہت بڑا اثر ہوتا جو قریش کے بالکل مخالف تھا۔ اس لئے انہوں نے پھر جمع ہو کر مشورہ کیا اور ابن دغنہ کو بلا کر کہا کہ تم ابو بکر کو ان حرکات سے باز رکھو اس پر اس نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ یا تو تم اس طرح نماز گذاری اور قرآن خوانی موقوف کر دو ورنہ میں تمہاری حفاظت سے دست بردار ہوتا ہوں۔ آپ نے فرمایا میں بجی سوائے خدا کے کسی کی حفاظت میں رہنا نہیں چاہتا اور نہ اپنی اس عادت کو بدلنا چاہتا ہوں۔

ہجرت مدینہ

کفار مکہ کی تکلیفیں جب حد سے زیادہ بڑھ گئیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مدینہ کو روانہ ہو گئے

حضرت صدیق اکبرؓ نے بھی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ تم ابھی تامل کرو۔ ہم بھی چلنے کو تیار ہیں صرف امرِ الٰہی کا انتظار ہے۔ یہ سُنکر حضرت صدیق حکم الٰہی کا انتظار کرنے لگے۔ ادھر قریش نے دار الندوہ میں جمع ہو کر تجویز کی کہ رات کو آنحضرت صلعم کے مکان کا محاصرہ کر کے انکا کام تمام کر دیا جائے۔ آپکو بذریعہ وحی اس امر کی خبر ہو گئی۔ اور ساتھ ہی ہجرت کا بھی حکم آیا۔ تو آپ نے حضرت صدیق کے پاس تشریف لیجا کر فرمایا کہ ہجرت کا حکم پہنچ چکا ہے۔ اور اس سفر میں تم میرے رفیقِ طریق ہو گے۔ صدیق اکبر اس بات کو سُن کر بہت خوش ہُوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں نے اس سفر کے لئے پہلے ہی سے دو اونٹنیاں تیار کر رکھی ہیں جب حکم ہو حاضر کر دوں۔ پھر حسب الارشاد نبوی عبد اللہ بن اریقط ایک واقفِ راہ شخص کو اجرت پر رہبری کے لئے مقرر کر کے یہ قرار دیا گیا کہ دونوں اونٹنیاں تین دن کے بعد وہ غار ثور کے دروازے پر لے آئے اور ساتھ ہی یہ بھی فیصلہ ہُوا کہ شر کفار سے بچنے کے لئے آج رات کو ہی روانہ ہو جائیں اور غار ثور میں جا چھپیں۔ دونوں اونٹنیاں اگرچہ صدیق اکبر کی تھیں مگر ایک اونٹنی کے دام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گرہ سے ادا فرمائے۔ صدیق اکبرؓ نے ہر چند انکار بلکہ اصرار کیا۔ مگر جناب رسالتآب نے فرمایا کہ اس کار خیر کے لئے میں اپنا ذاتی روپیہ ہی خرچ کرونگا۔ آخر انہیں ایک اونٹ کے دام لینے ہی پڑے۔

جب رات ہُوئی تو کفار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ اور قریباً چالیس آدمی مسلح ہو کر دروازے کے باہر جمع ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام امانتیں وغیرہ جو لوگوں کی آپ کے پاس تھیں سپرد کر کے فرمایا۔ کہ تم ہمارے بستر پر سوار ہو انشاء اللہ مشرکین تمہارا بال بھی بینگا نہیں کر سکینگے۔ اس کے بعد آنحضرت صلعم سورۂ یٰسین پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے اور جب آیت فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔ پر پہنچے تو ایک مٹھی خاک کی کفار کی طرف پھینکی جو ہر ایک کی آنکھ میں جا پڑی اور آپ بلا خوف و خطر نکلکر صدیق اکبرؓ کے مکان پر پہنچے۔ صدیق اکبر پہلے ہی آپکے منتظر تھے۔ اسی وقت دونوں صاحب غار ثور کی طرف روانہ ہُوئے۔ چونکہ نہایت احتیاط مدِ نظر تھی اِس لئے تھوڑی دور چلکر حضرت صدیقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اُٹھالیا۔ تاکہ کسی کو آپ کے نشان قدم کا پتہ نہ مل سکے جب

غار کے دروازے پر پہنچے تو حضرت صدیق نے عرض کیا کہ آپ یہیں ٹھیریں میں پہلے اندر جاکر دیکھ بھال لوں کیونکہ ایسے مقامات میں درندے اور حشرات الارض وغیرہ ہُوا کرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ آپکو ان سے گزند پہنچے۔ چنانچہ آپ نے اندر جاکر جگہ کو ہاتھوں سے صاف کیا اور وہاں جس قدر سوراخ تھے ان میں اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر بھر دیئے۔ صرف ایک سوراخ باقی رہ گیا جس پر آپ نے اپنا پاؤں رکھدیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہُوئے اور اپنا سرِ مبارک حضرت صدیق رضؓ کے زانو پر رکھکر استراحت فرما ہُوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صدیق اکبر کے اس پاؤں میں جسکو آپ نے سوراخ پر رکھا ہُوا تھا ایک سانپ نے کاٹ کھایا۔ درد کی شدت سے آپکے آنسو ٹپک پڑے۔ مگر اللہ اکبر آپ نے وہاں سے پاؤں کو سرکایا تک نہیں اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جگایا۔ مگر آنسو جو بے اختیار نکل رہے تھے آنحضرت صلعم کے رخسار مبارک پر گرے تو آپ خود بخود جاگ اُٹھے۔ اور صدیق اکبر سے رونے کی وجہ دریافت کی آپ نے سانپ کے کاٹنے کا ماجرا بیان کیا۔ آنحضرت صلعم نے اسجگہ اپنا لعاب دہن لگادیا جسکی برکت سے فی الفور درد دور ہو گیا اور بعد ازاں کبھی اس کی شکایت نہیں ہُوئی۔

ادھر کفار کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چلا جانیکا حال معلوم ہُوا تو وہ بھی تلاش کرتے ہُوئے غار ثور تک آپہنچے مگر چونکہ خدا کو اشاعت اسلام منظور تھی۔ اس لئے اس نے ایسے سامان مہیا کر دیئے جن سے کفار کو گمان تک نہ ہُوا کہ اسکے اندر کوئی ہے۔ یعنی درِ غار پر مکڑی نے جالا تن دیا اور کبوتروں نے انڈے سینے شروع کئے۔ حضرت صدیق مخالفین کو سر پر کھڑا دیکھکر گھبرا گئے اور عرض کیا کہ اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں کی طرف نظر کریگا تو ضرور ہمیں دیکھ لیگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا یعنی خوف نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

الغرض کفار دیکھ بھال کر چلے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مع صدیق اکبر وہاں تین راتیں بسر کیں۔ اس اثنا میں عبداللہ بن ابوبکر ہر روز شام کے وقت کھانا پہنچا جاتے تھے اور قریش کے مشوروں وغیرہ سے مطلع کر جاتے تھے۔ تیسرے دن شام کے بعد دو اونٹنیاں حاضر ہو گئیں ان میں سے ایک پر تو عبداللہ بن اریقط اور عامر بن فہیرہ سوار ہُوئے اور دوسری پر جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم آگے اور حضرت صدیق پیچھے سوار ہوئے۔ راستے میں جو کوئی واقف حضرت صدیق کو ملتا اور پوچھتا کہ تمہارے آگے کون ہے تو آپ فرماتے کہ یہ میرا رہنما ہے۔ سمجھنے والا تو اسکے معنے رستہ دکھانیوالے کے سمجھتا اور آپکا مدعا یہ ہوتا کہ رہنمائے راہ نجات ہے۔ غرضکہ اسی طرح منزل بمنزل قطع کرتے آپ مدینہ منورہ میں جا پہنچے ؛

ورود مدینہ منوّرہ اور رہائش

مدینہ میں پہنچکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین میں محبت پیدا کرنیکی خاطر مہاجرین میں سے ہر ایک کا انصار میں ایک ایک منہ بولا بھائی بنا دیا چنانچہ خارجہ بن زید جو رئیس الانصار تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بھائی بنائے گئے مدینہ میں پہنچنے کے چند دن بعد صدیق اکبر نے اپنے اہل و عیال کو بھی وہیں منگوا لیا۔ اور مدینہ کے محلہ سنح میں اقامت اختیار فرمائی۔ چالیس ہزار دینار جو بوقت اسلام آپ کے پاس موجود تھے ان میں سے صرف اب پانچہزار دینار باقی رہ گئے تھے۔ یہاں آکر انہیں بھی اصحابہ صفہ کی حاجت براری اور غریب مہاجرین کی مہمانداری پر خرچ کر دیا ؛

غزوات میں آپ کی شرکت جس قدر غزوات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ باسعادت میں ہوئے حضرت صدیق ان سب میں برابر شریک ہوتے رہے ہیں چنانچہ جنگ بدر و احد۔ غزوہ خندق۔ غزوہ بنی مصطلق۔ غزوہ بنی قریظہ۔ صلح حدیبیہ فتح مکہ۔ غزوہ حنین۔ غزوہ طائف۔ غزوہ تبوک وغیرہ غزوں آپ برابر شریک رہے ہیں اور صرف شریک ہی نہیں بلکہ آپ نے ان میں بڑے بڑے کارنمایاں کئے ہیں۔ چونکہ ان سب غزوات کا ذکر ہم نے سیرتِ نبوی میں بالتفصیل لکھا ہے اِس لئے یہاں انکے ذکر کی ضرورت نہیں ؛

حضرت صدیق اکبر رض کے فضائل

حضرت صدیق سب صحابہ سے افضل ہیں۔ اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کل آدمیوں سے حضرت ابو بکر افضل ہیں اور انکے بعد علی الترتیب عمرؓ عثمانؓ علیؓ عشرہ مبشرہ۔ اہل بدر۔ اہل احد۔

اہل بیعت الرضوان۔ اور پھر باقی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم سب سے افضل حضرت ابوبکر رضؓ کو پھر حضرت عمر کو اور پھر حضرت عثمان کو بتلایا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ نے کبھی اسے برا نہیں منایا۔ حضرت ابو ہریرہ کا بھی یہی قول ہے ۔

محمد بن[1] علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسکو فضیلت ہے۔ آپ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو میں نے پوچھا پھر کسکو آپ نے فرمایا حضرت عمرؓ کو۔ پھر میں حضرت عثمان کا نام لیتے ہوئے ڈرا اور کہا کہ پھر فضیلت آپ کو ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں میں تو ایک معمولی مسلمان ہوں۔ نہایت افسوس ہے کہ اہل تشیع کیسے جہل مرکب میں پھنس گئے ہیں انہیں ذرا بھی اس حدیث کا خیال نہیں ۔

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ برسر منبر یہ فرمایا کہ امت محمدی میں سب سے زیادہ افضل حضرت ابوبکر ہیں۔ جو شخص اس کے خلاف کہے وہ مفتری ہے۔ خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جو شخص مجھکو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیگا میں اسے دِرّے لگاؤنگا ۔

عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (حضرت) ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر کسی اور کو فضیلت دیتا ہے وہ مہاجرین وانصار پر ظلم کرتا ہے ۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت رضؓ سے فرمایا کہ تم نے ابوبکر کی شان میں کچھ کہا ہے تو سناؤ۔ انہوں نے یہ اشعار عرض کئے۔

[2]ثانی اثنین فی الغار المنیف وقد طَافَ العَدوُّ بہِ اِذْ صعّدَ الجَبَلا
وَکَانَ حِبُّ رَسُولِ اللّٰہِ قَدْ عَلِمُوْا مِنَ البریۃ لَمْ یَعْدِلْ بہِ رَجُلا

یہ اشعار سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور فرمایا کہ اے حسان تمنے سچ کہا ہے۔ ابوبکر ایسا ہی ہے ۔

---

[1] تاریخ الخلفاء میں یہ حدیث مذکور ہے ۔

[2] وہ اسوقت رسول اللہ کے یار غار ہیں جب کہ دشمن پہاڑ پر چڑھکر اسکے اردگرد گھوم رہے تھے سب کو معلوم ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آیات جو آپکی فضیلت میں ہیں

علماء نے اُن آیات کے بارے میں جو حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہُوئی ہیں مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ہم ان سے بطریق اختصار کچھ بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ۔ تمام مفسرین اور عامہ مسلمین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں صاحب سے مراد حضرت صدیق اکبر ہی ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال کو اُمیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے خرید کر آزاد کر دیا۔ اس پر وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی سے لیکر اِنَّ سَعْیَكُمْ لَشَتّٰی تک آیات نازل ہوئیں۔

حضرت صدیق اکبر کا مکہ میں معمول تھا کہ بوڑھی عورتوں کو اسلام لانیکے بعد خرید کر آزاد کر دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انکے والد ماجد نے فرمایا کہ اگر تم جوان آدمیوں کو خرید کر آزاد کیا کرو تو وہ وقت پر تمہارے کام بھی آئیں اور دشمنوں کا مقابلہ بھی کریں۔ آپ نے فرمایا میرا مقصد رضامندی خدا ہے نہ دنیاوی مقصد پورا کرنا اس پر فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی سے آخر سورۃ تک آیات نازل ہوئیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سات ایسے اشخاص کو خرید کر آزاد کیا جنکو محض اسلام لانیکی خاطر عذاب دیا جاتا تھا اس پر آیات وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی الَّذِیْ تا آخرہ سورت نازل ہوئیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ قسم کھا کر فرمایا کہ آیت وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ حضرت صدیق اکبر کے شان میں اور آیت وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ حضرت صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔ علاوہ ازیں اور بہت سی ایسی آیات ہیں مگر ہم بوجہ اختصار انکو یہاں نہیں لکھتے۔

احادیث جو آپ کی فضیلت میں ہیں

احادیث جو آپکی فضیلت میں ہیں بیشمار ہیں ہم بنظر اختصار ان میں سے نہایت مشہور یہاں درج کرتے ہیں۔ تفصیل کے لئے کتب حدیث کو دیکھنا چاہیئے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن جبریل امین میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر در جنت پر لے گئے جہاں سے میری امت داخل ہوگی (غالباً شب معراج کا ذکر ہوگا) اس پر ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ کیا اچھا ہوتا اگر میں بھی اس وقت آپ کے ساتھ ہوتا اور اس دروازہ کو دیکھ پاتا۔ اس پر حضور نے فرمایا اے ابا بکر خاطر جمع رکھو میری امت میں سے تمہیں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگے۔

صحیحین میں ہے کہ کسی بات پر حضرت عمرؓ اور ابوبکرؓ میں کچھ رنجش ہوگئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بعد میں خیال آیا کہ ناراضی اچھی نہیں تو خود اٹھکر حضرت عمرؓ کے مکان پر گئے۔ مگر انہوں نے التفات نہ کی۔ یہ مایوس ہوکر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے۔ آپکو ملول دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی جس پر آپ نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی خدمت نبوی میں آ پہنچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے یار کے معاملہ میں مجھے ایذا نہ پہنچاؤ اپنی حیثیت اور اس کی شان کو دیکھو۔ واللہ تم سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کے گھر کے دروازے پر اندھیرا نہ ہو مگر ابوبکر کے دروازے پر نور ہے۔ تم سب نے میری تکذیب کی مگر ابوبکر نے میری تصدیق کی۔ تم نے اپنے مال سے میرے ساتھ بخل کیا مگر اس نے مجھے اپنا مال دیا۔ تم نے مجھے چھوڑ دیا۔ اور اس نے مجھے آرام پہنچایا

عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ذات السلاسل کے سریہ پر بھیجا تو میں نے وہاں سے واپس آکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کسے سب سے عزیز سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا عائشہؓ کو پھر میں نے عرض کیا کہ مردوں میں سے کسے۔ آپ نے فرمایا عائشہؓ کے والد کو پھر میں نے عرض کیا کہ انکے بعد کسے آپ نے فرمایا عمر بن خطاب کو۔ پھر اس طرح کئی نام آپ نے یکے بعد دیگرے فرمائے اور میں نے اس ڈر کے مارے کہ خدا جانے میرا نام سب سے آخر آئے یا نہ آئے پوچھنا ہی چھوڑ دیا۔

طبرانی سلمہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبریلؑ نے خبر دی ہے کہ آپکی امت میں آپکے بعد ابوبکر سب سے افضل ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ۳۶۰ نیک خصلتیں ہوتی

ڈالدیتا ہے جس کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہوجاتا ہے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ ان خصلتوں سے کوئی مجھ میں بھی ہے آپ نے فرمایا تمام کی تمام ۔

صحابہ اور سلف صالحین کا آپکے بارے میں کلام

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں ۔

حضرت عمر کا ہی قول ہے کہ اگر اہل ایمان کے قول کو ایک پلڑے میں اور حضرت ابوبکر کا ایمان دوسرے پلڑے میں رکھکر تولا جائے تو حضرت ابوبکر کا ایمان بھاری نکلیگا ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما افضل ہیں۔ میری محبت اور ان کا بغض کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہوسکتا ۔

ابوحصین کہتے ہیں کہ اولاد آدم علیہ السلام میں بعد انبیاء و مرسلین کوئی شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہتر پیدا نہیں ہوا۔ مرتدوں پر فوجکشی کرنے میں آپ نے ایک نبی کا سا کام کیا ۔

دینوری نے اپنی کتاب مجالست میں اور ابن عساکر نے شعبی سے روایت کی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے چار خصوصیتیں حضرت ابوبکر صدیق میں ایسی رکھی ہیں کہ کسی کو نصیب نہیں ہوئیں۔ اول یہ کہ آپ صدیق ہیں آپکے سوا اور کسی کا نام صدیق نہیں دوسرے یہ کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ غار میں دیا۔ تیسرے یہ کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔ چوتھے یہ کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام بنایا ۔

حضرت ابوجعفر کہتے ہیں کہ صدیق اکبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جبرئیل کی سرگوشی سُنا کرتے تھے مگر انکو دیکھ نہ سکتے تھے ۔

ابن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بمنزلہ وزیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ آنحضرت ہر بات میں ان سے مشورہ کیا کرتے تھے آپ اسلام میں۔ غار میں۔ یوم بدر میں اور قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر کسی کو ترجیح نہ دیتے تھے ۔

یہ بات بھی آپ کے فضائل میں لکھنے والی ہے کہ آپ حافظ قرآن تھے جوں جوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوتا رہتا تھا حضرت

صدیق اسکو حفظ کرتے جاتے تھے۔ اور یہ بھی ایک بڑی بھاری فضیلت ہے ؛

تعیّن خلافت

کسی خاص شخص کو خلیفہ نامزد نہ کرنے کی حکمت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص شخص کو خلافت کے لئے نامزد نہیں فرمایا۔ اگرچہ بعض احادیث ایسی ہیں جن سے اشارۃً ترتیب خلافت ثابت ہوتی ہے۔ بزاز اپنی مسند میں حذیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ ہم پر کسی کو خلیفہ کیوں نہیں مقرر فرماتے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کروں اور پھر تم اس کی نافرمانی کرو تو تم پر عذاب الٰہی نازل ہوگا ؛

ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ شیعوں میں جو یہ جھوٹے قصّے مشہور ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے حضرت علی رضؓ کے لئے عہد کیا تھا۔ کیا ہو سکتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے حضرت علیؓ کے لئے عہد لیتے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ (جو آنحضرت صلی اللہ پر جان و مال فدا کرتے تھے) آپ کے اس عہد کے خلاف عمل کرتے ؛

احادیث و آیات و کلمات آئمہ جن سے صدیق اکبرؓ کی خلافت کا اشارہ نکلتا ہے ؛

اگرچہ صراحۃً ترتیب خلافت مذکور نہیں مگر اشارۃً مذکور ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد ابو بکر و عمر کی اقتدا کرو۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ سوائے ابو بکر رضؓ کے دروازے کے مسجد کی طرف کے اور سب لوگوں کے دروازے بند کر دیئے جائیں۔ علماء لکھتے ہیں کہ اس سے بھی آپ کی خلافت کا اشارہ نکلتا ہے۔ کیونکہ حضرت صدیق اس دروازے سے ہی مسلمانوں کو نماز پڑھانے کے لئے تشریف لایا کرتے تھے ؛

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ مجھے نبی مصطلق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجکر پوچھوایا کہ آپکے بعد ہم اپنے صدقات کسکو بھیجیں آپ نے کہلا بھیجا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس ؛

ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدت مرض ہوئی تو آپ نے فرمایا ابو بکر کو کہو نماز پڑھا دیں حضرت عائیشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ وہ رقیق القلب آدمی ہیں جب وہ آپکے مقام پر کھڑے ہونگے

تو ان سے نماز نہ پڑھائی جائیگی۔ آپ نے فرمایا انہیں کو کہو کہ نماز پڑھاویں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں حضرت صدیق نے نماز پڑھائی۔

یہ حدیث متواتر ہے حضرت عائشہؓ۔ ابن مسعود۔ ابن عباس۔ ابن عمر۔ عبداللہ بن زمعہ۔ ابن سعد۔ علی بن ابی طالب۔ حضرت حفصہؓ نے اسے الگ الگ روایت کیا ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت عائیشہ نے فرمایا۔ میں نے فرمان نبوی کی تعمیل فوراً اس لئے نہ کی کہ مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر حضرت صدیق نے امامت کی تو کہیں لوگ انہیں منحوس نہ سمجھنے لگیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ کسی طرح یہ بات ٹل جائے۔ ابن زمعہ کہتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا اس وقت حضرت ابو بکر وہاں حاضر نہ تھے۔ اس لئے حضرت عمر نماز پڑھانے کے لئے بڑھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا کہ نہیں نہیں خدا کو منظور نہیں ہے کہ سوائے ابو بکر کے کوئی اور شخص نماز پڑھائے۔

علماء لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے نہایت صاف طور سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابو بکر علی الاطلاق تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ اور خلافت کے لئے سب سے زیادہ حقدار اور امامت کے لئے سب سے اولیٰ ہیں۔

امام اشعری فرماتے ہیں کہ چونکہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ قوم کی امامت وہ شخص کرائے جو سب سے زیادہ قرآن شریف کا عالم ہو اور پھر مہاجرین و انصار کی موجودگی میں حضرت صدیق کو امامت کا حکم دیا تو اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ عالم قرآن تھے۔ صحابہ نے اسی واقعہ سے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق سب سے زیادہ خلافت کے مستحق ہیں انہی حضرات میں حضرت عمرؓ و حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔

علماء کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ باسعادت میں ہی امام ہونے کے قابل تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ قبیلہ بنی عمر میں کچھ فساد ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ظہر ان میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے اور حضرت بلالؓ سے فرما گئے کہ اگر نماز عصر تک میں نہ آؤں تو ابو بکرؓ سے کہدینا کہ لوگوں کو نماز پڑھاویں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابو بکرؓ نے نماز عصر پڑھائی۔

محمد بن زبیر کو عمر بن عبدالعزیز نے حضرت امام حسن بصری کے پاس بھیجکر کچھ باتیں پچھوائیں انہوں نے جا کر کہا کہ لوگوں کو حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت میں

شکوک واقع ہوئے ہیں آپ کسی طرح سے میری تشفی کر دیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو خلیفہ بنا دیا تھا۔ امام حسن بصری نہایت خفا ہوئے اور فرمایا تمہیں بھی اسمیں کچھ شک ہے۔ واللہ خدا نے ہی انکو خلیفہ بنایا ہے اور کیوں نہ بناتا وہ سب سے زیادہ عالم تھے سب سے زیادہ خدا کا خوف انکے دل میں تھا۔

علماء کے ایک گروہ نے حضرت صدیق اکبر کی خلافت کا ثبوت اس آیت سے دیا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ کیونکہ یہ ابو بکر ہی تھے جنہوں نے مرتدین عرب سے جہاد کر کے انکو پھر مسلمان بنایا۔

ابن قتادہ کہتے ہیں کہ بعد از وصال جناب سرور کائنات بعض عرب مرتد ہو گئے اور حضرت ابو بکر نے ان سے جہاد و قتال کیا تو ہم نے کہا کہ کوئی شک نہیں آیت مذکورہ بالا ابو بکر رض کی شان میں ہی نازل ہوئی ہے۔

ابو الحسن اشعری لکھتے ہیں کہ آیت مذکورہ بالا اور قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ سے صدیق اکبر کی خلافت ثابت ہوتی ہے کیونکہ ان آیتوں کے نازل ہونیکے بعد کوئی قتال سوائے قتال مرتدین نہیں ہوا۔ جس کے بانی صدیق اکبر ہی تھے۔ اور ظاہر ہے کہ آپکی خلافت واجب تھی اور آپکی تابعداری فرض جو شخص اسکو نہ مانے ضرور ہے کہ وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو۔ اس قسم کی اور بہت آیات ہیں۔ ہم نے بنظر اختصار انہیں نہیں لکھا۔

صدیق اکبر رض سے مہاجرین و انصار کی بیعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے جو مصیبت فدائیان اسلام پر ٹوٹ پڑی تھی اس کی تو کوئی حد و انتہا ہی نہ تھی۔ مگر مصیبت پر مصیبت یہ آن پڑی کہ اعراب کی جہالت اور مرتد ہو جانیکے خوف سے اس خبر کا افشار بھی مضر سمجھا جانے لگا کیونکہ جاہل آدمی اس بات کی پرواہ تھوڑی ہی کرتے تھے کہ معقول و نامعقول میں فرق کریں انکے واسطے تو فقط یہی تھا۔ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق تھے تو فوت کیوں ہوئے۔ بس اسی اندیشہ سے حضرت عمر رض تلوار کھینچکر مسجد نبوی میں کھڑے ہو گئے کہ جو کوئی یہ کہیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی میں اُسکا سر تن سے جدا کر دونگا۔ مگر آخر یہ بات کبتک چھپ سکتی تھی حضرت ابو بکر آئے

اور اُنہوں نے پہلے جاکر جد اطہر کا ملاحظہ کیا اور پیشانی مبارک سے کپڑا اُٹھاکر بوسہ دیا اور رو کر کہا کہ یارسول اللہ آپ کیسے اچھے جئے اور کیسے اچھے انتقال فرمایا۔ پھر آپ روتے ہُوئے باہر تشریف لائے اور حاضرین کو مخاطب کرکے کہا کہ لوگو! جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتے تھے انکو معلوم ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا اور جو لوگ خدائے واحد کی پرستش کرتے تھے انہیں معلوم ہو کہ خدا باقی ہے۔ اور کبھی نہیں مریگا اور پھر یہ آیت شریف پڑھی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا اس کے سننے سے لوگوں کو کسی قدر اطمینان ہُوا کہ واقعی خدا تو زندہ ہے۔ بخاری میں عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ گو یہ آیت پہلے سے اُتری تھی لیکن گویا کسی کو یاد ہی نہ تھی اور حضرت ابوبکر کے یاد دلانے سے سب کو یاد آئی ؎

اسکے بعد حسب وصیّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت نبوی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل میں مصروف ہُوئے اور اصحاب سوگوار حجرہ مبارک سے نکلکر مسجد میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک شخص نے حضرت عمر کو آکر آواز دی کہ ذرا باہر تشریف لائیے۔ آپ نے جواب دیا کہ چلو ہٹو اس وقت ہم لوگ آنحضرت صلعم کے بندوبست میں مشغول ہیں۔ مگر اس نے کہا کہ ایک حادثہ درپیش ہے۔ یعنی سقیفہ بنی ساعدہ میں اس وقت انصار جمع ہُوئے ہیں اور اپنے سے ایک کو امیر مقرر کرنا چاہتے ہیں پس جلدی پہنچکر خبر لو۔ ایسا نہ ہو کہ انصار کچھ ایسی بات کر گذریں جس سے بعد کو لڑائی چھڑ جائے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت صدیق سے کہا کہ اُٹھو چلیں اور اس فساد کا بندوبست کریں۔ اس پر سب اصحاب حضرت عثمان۔ عبدالرحمٰن بن عوف ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم بھی ساتھ ہُوئے۔ مسند ابویعلیٰ میں حضرت عمر کی روایت بعینہ انہی الفاظ سے مرقوم ہے جس کا دل چاہے دیکھ لے ؎

جب سقیفہ میں جاکر پہنچے تو دیکھا کہ واقعی انصار کا بہت بڑا مجمع ہو رہا تھا۔ اور سعد بن عبادہ امارت کے لئے منتخب ہونے کو تھے۔ حباب بن انصاری نے اُٹھ کر کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد و غمخواری اور دین اسلام کی اشاعت و

سلہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی کئی رسول گذرے ہیں پس کیا یہ اگر اپنی موت مرجائیں یا قتل ہو جائیں تو تم اپنے پیروں کے بل کفر کی طرف پھر جاؤگے اور جو کفر کی طرف پھر جائیگا وہ خدا کا تو کچھ نہیں بگاڑتا ؎

خدمتگذاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہماری بدرجہ کمال عزت فرمائی اور فرمایا اگر تمام ایک وادی میں چلیں اور انصار ایک وادی میں تو میں انصار کے ساتھ چلونگا۔ پس اب مناسب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امارت کے لئے ہم سے کوئی شخص منتخب کیا جائے" حضرت عمرؓ اسکے جواب میں کچھ کہنے ہی کو تھے کہ صدیق اکبرؓ نے انہیں منع کر دیا۔ اور پھر خود کہا کہ جو کچھ تم نے اپنی بابت کہا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ تم ایسے ہی ہو۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ یعنی امام قریش سے ہونا چاہیئے۔ پھر حضرت عمرؓ اور ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اگر تم ان دونوں آدمیوں سے بیعت کرو تو میں بالکل راضی ہوں۔ مگر پہلے ابو عبیدہ اور پھر حضرت عمرؓ نے انکار کیا اور کہا کہ آپ کی موجودگی میں کوئی کس طرح خلیفہ ہو سکتا ہے۔ پھر یہ بات کہتے ہی حضرت عمرؓ نے صدیق اکبر سے کہا کہ ہاتھ بڑھائیے۔ چنانچہ پہلے انہوں نے بیعت کی اور پھر باقی مہاجرین و انصار نے"

جب یہ مرحلہ طے ہو چکا تو دوسرے روز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے مگر آپ سے پہلے حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر خدا کی حمد و ثناء کے بعد کہا کہ خدا نے تم سب کو معاملہ خلافت میں ایسے شخص پر جمع کیا ہے۔ جو سب میں سے بہتر ہیں غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ پس کھڑے ہو جاؤ اور ان سے بیعت کرو۔ چنانچہ لوگوں نے کھڑے ہو کر از سر نو حضرت صدیق اکبرؓ سے بیعت کی۔ یہ بیعت عامہ تھی جو بیعت سقیفہ کے بعد ہوئی ۔

پھر حضرت ابو بکرؓ کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا مجھے آپ لوگوں نے امیر بنایا ہے۔ حالانکہ میں اس قابل نہیں ہوں اگر میں کوئی بھلائی کروں تو تم میری مدد کرو۔ اور اگر کوئی بُرائی مجھ سے سرزد ہو تو میری سرزنش کرو۔ بیشک صدق امانت ہے اور کذب خیانت ہے تم سے جو لوگ ضعیف ہیں وہ میری نظروں میں قوی ہیں میں ان کا حق اُنہیں دلواؤنگا اور جو قوی ہیں وہ میرے نزدیک ضعیف ہیں۔ میں دوسروں کا حق ان سے لے دونگا جو قوم جہاد کو چھوڑتی ہے خدا اسے ذلت میں ڈالتا ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیلتی ہے خدا اسے بلائیں مبتلا کرتا ہے۔ جبتک میں خدا کی فرمانبرداری کروں تم میری اطاعت کرو۔ اور جب مجھے دیکھو کہ میں نافرمانی کرتا ہوں تو میری اطاعت نہ کرو ۔

حضرت علیؓ اور اکثر بنی ہاشم نہ تو بیعت سقیفہ کے وقت موجود تھے اور نہ دوسرے روز بیعت عامہ میں شامل ہوئے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے

بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو بکرؓ کو مسلمانوں نے اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے اور انکے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ لہذا آپ بھی بیعت کیجئے۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلعم کی قرابت ہمکو حاصل ہے۔ قرآن ہمارے گھر میں اُترا۔ جبرئیل ہمارے وطنوں میں نازل ہُوئے پھر تم لوگوں نے کس طرح اس کام کو از خود کر لیا۔ ابو عبیدہ بن جراح نے کہا آپ نے اپنی قرابت اور لیاقت کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے بجا ہے۔ لیکن ابو بکرؓ نے اپنی رغبت اور خواہش سے بیعت نہیں کی بلکہ فتنہ کو دبانے کے لئے مسلمانوں نے اس امر پر اجماع کر لیا ہے۔ پس مناسب ہے کہ آپ بھی اسی کی پیروی کریں۔ بشیر بن سعد انصاری نے بھی کہا کہ اگر آپکی یہ خواہش تھی تو پہلے کہاں تھے۔ اگر بروقت آپ اپنا خیال ظاہر کرتے تو ہملوگ آپکی لائے پر ہی عمل کر لیتے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ کیا یہ ہو سکتا تھا کہ میں جسدِ اطہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یونہی چھوڑ دیتا اور خود طلب امارت کے لئے ساعی ہوتا۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ اے علیؓ جسد اطہر کی نگہبانی کچھ تمہیں پر موقوف نہ تھی اور بنی ہاشم بھی موجود تھے واللہ اگر تمہاری مخالفت کا اندیشہ ہوتا تو میں ہرگز اس بیعت کو قبول نہ کرتا۔ لیکن اب لوگوں نے مجھ پر اجماع کیا ہے اگر تم انکی موافقت کرو تو بہتر ہے اور اگر تامل اور سوچ بچار کرنا چاہو تو بھی تمہارا اختیار ہے کوئی زبردستی نہیں۔ یہ سُنکر حضرت علی اُٹھ کر چلے آئے اور بیعت نہ کی مگر علے اختلاف الروایات تین دن یا چھ مہینے یا چالیس روز کے بعد آپ نے آکر بیعت کر لی اور فرمایا کہ مجھے اس عطیہ ایزدی پر جو آپ کو پہنچا ہے کوئی حسد نہیں اور نہ آپکی بزرگی میں کوئی کلام ہے۔ مجھے صرف رنج اس بات کا ہے کہ ہم لوگوں کو اس مشورہ میں شریک نہیں کیا گیا۔

واقعاتِ زمانہ خلافت حضرت صدیق اکبرؓ

قصہ باغ فدک [1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلیفہ ہُوئے تو

[1] فدک ایک باغ خیبر کے متصل تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر پر تشریف لیگئے تھے تو موضع فدک کے یہودنے آپ سے بایں شرط صلح کر لی تھی کہ نصف زمین آپ لے لیں اور نصف زمین بدستور ہمارے قبضہ میں رہے اسکے سوا اور زمین محریق نام یہودی کی تھی جس نے باختلاف روایت مسلمان ہو کر مسلمانوں کی طرف سے لڑ کر جنگ احد میں جان دی یا بدستور یہودیت پر قائم رہکر صرف ایفائے وعدہ کے طور پر لڑا تھا اور اپنی زمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگیا تھا۔ علاوہ اسکے وادی القرےٰ کی تہائی تھی ان تینوں اراضیات کی آمدنی کا یہ حال تھا کہ آنحضرت صلعم انہیں اپنے خاصہ میں داخل فرما کر اپنے اہل و عیال اور ضعفائے بنی ہاشم پر خرچ فرمایا کرتے تھے

ادھر سے حضرت فاطمہ نے اور ادھر سے آنحضرت کے ازواج مطہرات نے صدیق اکبر کو پیغام بھیجا کہ ان اراضیات سے جو ترکہ رسول اللہ صلعم ہیں۔ ہمیں حصہ میں ملنا چاہیئے۔ لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہلا بھیجا کہ یہ اراضیات ورثہ نہیں ہو سکتیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان درافشان سے میں خود سُن چکا ہوں کہ انبیا جو ترکہ و ورثہ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے" اس جواب کو سُن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات نے تو سکوت فرمایا اور غالباً حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی سکوت ہی فرمایا۔ مگر خلافت کے باب میں بنی ہاشم کی ابتدائی علیحدگی سے ایک فرقہ نے کچھ اور ہی معنے نکال لئے ہیں۔ اور وہ اس معاملے کو بڑا قابلِ بحث اور لائق نزاع بنا بیٹھے ہیں۔ حالانکہ بات بالکل صاف ہے۔ قطع نظر اس حدیث سے جسکے راوی صدیق اکبر ہیں اگر عام طور پر بھی دیکھا جائے تو یہ اراضیات بحیثیت والی نبوت ہونیکے آپکے قبضہ میں آئی تھیں نہ آپ نے خریدی تھیں نہ کوئی ترکہ جدی تھا تمام سلاطین میں رواج ہے کہ سلطنتی طور پر جو انکا خالصہ ہوتا ہے۔ وہ انکے جانشینوں کے قبضہ و تصرّف میں چلا جاتا ہے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو یہاں تک رعایت رکھی تھی کہ آپ نے فرمایا جس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی آمدنی تقسیم فرمایا کرتے تھے ویسے ہی میں بھی کرونگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا۔ اور آپ ان اراضیات کی آمدنی بدستور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور ازواج مطہرات پر تقسیم فرماتے رہے۔ اور پھر بعدازاں بعد خلافت حضرت علیؓ بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔ حضرت علیؓ نے نہ تو اسے تقسیم کیا اور نہ اپنے ملک خاص میں داخل فرمایا پس تعجب ہے کہ پھر کس بات پر اس قدر شور و غوغا مچایا جاتا ہے۔ بخاری وغیرہ کتب احادیث میں موجود ہے کہ حضرت صدیق اکبر کے اس جواب سے حضرت فاطمہ کچھ کشیدہ خاطر ضرور ہوئیں تھیں مگر جب آپ نے یہ کہدیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کے موافق خرچ کیا کرونگا تو اس سے آپ خوش ہوگئیں۔ اور یہ جو اہل تشیع کہا کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ پھر حضرت صدیقؓ سے تاعمر کلام نہیں کی تو اسکے یہ معنے ہیں کہ آپ نے پھر باغ فدک کے بارے میں کلام نہیں کیا۔ کیونکہ آپ صدیق اکبر کے فیصلے سے راضی ہوگئی تھیں اسکا یہ مطلب نہیں کہ بباعث ناراضگی ہمکلام نہیں ہوئیں ٭

مرتدین عرب سے جہاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے چند روز

ہی پہلے اسامہ بن زید کی سرداری میں شام کی طرف ایک لشکر روانہ کرنیکا حکم دیا تھا لیکن ابھی وہ لشکر روانہ ہونے نہ پایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔ جب صدیق اکبر خلیفہ ہوئے تو اسامہ بن زید نے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام پر فوج کشی کا حکم دیا ہوا ہے۔ اور ادھر یہ سانحہ پیش آگیا ہے۔ مجھے خوف لگا ہوا ہے کہ کہیں عرب اسلام سے پھر نہ جائیں۔ اگر ایسا ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ان سے لڑنے والا سب سے پہلے میں ہوں۔ اگر ایسا نہ ہو تو میں چلا جاؤں۔ حضرت صدیق اکبر نے صحابہ کو جمع کرکے کہا کہ خواہ مجھ پر کچھ ہی کیوں نہ بن جائے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں کوئی ترمیم نہ کرونگا حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ ایسے وقت میں لشکر نہ بھیجئے جبتک اندرونی ملک کا انتظام ٹھیک نہ ہو جائے باہر لشکر کو بھیجنا مناسب نہیں حضرت ابو بکرؓ نے اس بات سے قطعی انکار کیا اور کہا کہ اگر مدینہ میں مجھکو درندے پھاڑ کر کھائیں تو بھی میں لشکر اسامہ کو نہیں روک سکتا میں اس جھنڈے کو کس طرح واپس کروں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے باندھا ہے۔ الغرض اسامہ روانہ ہوئے اور جاکر فتحمند بھی ہوئے۔ لیکن سردست انکی روانگی کا جو اثر ہوا وہ یہ تھا کہ جدھر جدھر سے لشکر اسامہ گذرتا تھا وہ لوگ مرتد ہونے سے خوف کھاتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ جن لوگوں کے اس قدر حوصلے ہیں کہ شام میں لڑنے جاتے ہیں وہ بصورت ہمارے مرتد ہونیکے واپسی کے وقت ہمیں کب زندہ چھوڑیں گے۔ غرض اس ہیبت سے وہ لوگ ارتداد کی جرأت نہ کرتے تھے

اُدھر یہ لشکر شام میں جا پہنچا اور اِدھر عرب کے بہت سے قبائل مرتد ہوگئے طلیحہ اور مسیلمہ کذاب نے زور پکڑا۔ اور بہت سے قبائل انکے ساتھ مل گئے حضرت صدیق اکبر پہلے تو چند روز سوچتے رہے کہ انکے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے لیکن پھر آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ جو لوگ احکام اسلام سے سرکشی کریں ان سے مثل کفار کے سلوک کرنا چاہئے۔ حضرت عمرؓ وغیرہ صحابہ نے آپکو اس ارادے سے روکنا چاہا اور کہا کہ یہ لوگ وحشی ہیں بالفعل آپ انکی تالیف قلوب کریں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ناراض ہوکر فرمایا کہ مجھے تو تم سے مدد کی امید تھی۔ برخلاف اس کے تم میری ہی تباہی کی فکر کرتے ہو۔ واللہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے میں ان سے جہاد کرونگا [illegible] سے حضرت عمرؓ وغیرہ صحابہ کو آپ کی پختگی رائے معلوم ہوگئی

اور عبس نے آپ کے ساتھ اتفاق کیا۔

اِنہیں دنوں مرتدین کا ایک وفد صدیق اکبرؓ کی خدمت میں آیا۔ اور نہایت جرأت اور بیخطر ہو کر یہ درخواست کی کہ اگر آپ ہمکو مسلمان رکھنا چاہتے ہیں تو نماز میں تخفیف کر دیجئے اور زکوۃ معاف کر دیجئے۔ آپ نے انکی اس درخواست کو نامنظور فرمایا اور صاف لفظوں میں جواب دیدیا کہ نماز کی تخفیف اور زکوۃ کی معافی ناممکن ہے اگر مجھے عقال (وہ رسی جس سے اونٹ کا گھٹنہ باندھتے ہیں) کے لئے بھی لڑنا پڑیگا تو لڑوں گا۔

مرتدین یہ جواب صاف سُن کر چلے گئے اور اپنے ہمخیالوں کو سارا قصہ کہہ سُنایا اور یہ بھی کہا کہ اسامہ تو ایک جماعت غازیوں کی لیکر شام کو گیا ہے اور مدینہ اب بالکل خالی پڑا ہے۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گنتی کے آدمی ہیں اگر اس وقت کام کرو تو کام آسان ہے۔ یہ بات سُن کر قبائل عبس و ذبیان مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ ہو گئے۔

اِدھر صدیق اکبرؓ نے بھی وفد کے جانے کے بعد ہی حفاظت شہر کا انتظام کر لیا تھا۔ یعنی مسجد نبوی کے سامنے تو مسلمانانِ مدینہ کا پرا جما دیا اور کچھ سوار و پیادہ دیکر حضرت علیؓ۔ طلحہ۔ زبیر و عبداللہ بن مسعود کو پٹرول پر مقرر کر دیا۔ چنانچہ پٹرول کے آدمیوں کی قلت دیکھکر ہی مرتدین نے حملہ کیا تھا۔ لیکن صدیق اکبرؓ نے لڑائی چھڑنے کی خبر پاتے ہی باقی مسلمانوں کو بھی امداد کے لئے بھیجدیا جس سے خائف ہو کر مرتدین بھاگ گئے۔ مگر پھر اُنھوں نے اہل ذی قصہ کو اپنے ساتھ شامل کر کے پھر دوبارہ حملہ کرنیکی تیاری کر دی۔ اِدھر حضرت صدیقؓ نے بھی پہلے سے زیادہ مکمل انتظام کر لیا تھا۔ اور باقاعدہ میمنہ پر نعمان بن مقرن کو اور میسرہ پر عبداللہ بن مقرن کو اور ساقہ پر سوید بن مقرن کو مقرر کر کے بنفسِ نفیس مرتدین پر حملہ کیا اور برابر ڈیڑھ پہر تک لڑائی جاری رکھی جس کے بعد حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور مرتدین میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت صدیق اکبرؓ دور تک بھگوڑوں کے تعاقب میں گئے۔

اِس فتح کے چندروز بعد اسامہ بن زید بھی بفتح و نصرت داخل مدینہ ہوئے اور بہت سا مال غنیمت لائے۔ جس سے مسلمانوں کی دلشکستگی رفع ہو گئی حضرت صدیق اکبرؓ نے مرتدین کی گوشمالی کا پختہ ارادہ کر لیا اور بذات خود ذی خشب اور

ذی قصہ پر چڑھائی کی۔ اور مرتدین کا بخوبی استیصال کر کے واپس آئے ؎

جب بتائید آلہی ایسے اسباب مہیا ہو گئے جن سے خاطر جمعی ہوئی تو حضرت صدیق اکبرؓ نے قبائل مرتدہ عرب پر گیارہ سرداران لشکر الگ الگ مقرر کئے تاکہ انکی سرکوبی سے اسلام مستحکم و مضبوط ہو جائے۔ یہ ایسا موقع تھا کہ اگر اس وقت ذرہ بھی سُستی کیجاتی تو سب معاملہ درہم برہم ہو جاتا۔ اِن گیارہ لشکروں کی کُل آٹھ ہزار جوان کی تعداد تھی۔ بہرحال تقسیم اس طرح ہوئی ؎

۱۔ خالد بن ولید پہلے تو طلیحہ اسدی کی سرکوبی کریں۔ پھر نویرہ بن مالک کی ؎

۲۔ عکرمہ بن ابی جہل۔ مسیلمہ کذاب کو واصل بجہنم کریں ؎

۳۔ شرجیل بن حسنہ عکرمہ بن ابی جہل کی مدد کریں ؎

۴۔ مہاجر بن ابی امیہ اسود عنسی کے اعیان و انصار کا قلع و قمع کریں ؎

۵۔ خالد بن سعید شام کی طرف جائیں ؎

۶۔ عمرو بن عاص قبیلہ قضاعہ کی درستی پر مامور ہوں ؎

۷ و ۸۔ حذیفہ بن محصن اور عرفجہ بن ہرثمہ علی الترتیب عمان و مہرہ پر ملکے متفقہ حملے کریں ؎

۹۔ معن بن حاجز۔ بنی سلیم اور بنی ہواجر کی خبر لیں ؎

۱۰۔ سوید بن مقرن۔ تہامہ یمن پر امن قائم کریں ؎

۱۱۔ علاء بن خضرمی بحرین پر جائیں ؎

ان جملہ سرداران لشکر کو ایک ایک فرمان تو اسکے نام لکھدیا گیا جس میں انکے لئے ضروری ہدایات تھیں اور ایک ایک نامہ قبائل مرتدین کو سنانے کیلئے بھی لکھدیا گیا ؎

طلیحہ پر فوج کشی سب سے پہلے خالد بن ولید نے طلیحہ بن خویلد کی طرف توجہ فرمائی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت انتقال سے ابتک برابر لاف نبوت مار رہا تھا اور قبیلہ بنی اسد وغیرہ اس کے مطیع بھی ہو گئے تھے ؎

حضرت خالد نے اسکے مقابلے کے لئے کوہ سلمی واد جاکے درمیان اپنا کمپ قائم کیا۔ اور حسب الہدائیت خلافت پہلے اسکو نامہ و پیام کیا کچھ نتیجہ نہ ہوا۔ آخر لڑائی ہوئی اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ اور اسلام کا اچھی طرح سے دبدبہ جمگیا۔ مرتدین نئے سرے سے مسلمان ہو گئے حضرت خالد نے اس فتح کے بعد سلمی بنت مالک بن حذیفہ بن بدر بن ظفر کا قصہ کیا جو دعوٰی نبوت تھی اور کئی قبائل اس کے مطیع فرمان ہو گئے تھے

اور جاتے ہی اس کا قلع قمع بھی کیا۔ بعدازاں قرہ بن ہبیرہ بھی مطیع ہو لیا ۔

مسیلمہ کذاب پر فوج کشی

اس سال کے آخر میں حضرت خالد بن ولید یمامہ میں گئے اور مسیلمہ کذاب سے جہاد کیا۔ اس ملعون کو وحشی قاتل امیر حمزہ نے قتل کیا اس جنگ میں ابو حذیفہ بن عتبہ سالم شجاع بن وہب زید بن خطاب۔ عبداللہ بن سہل مالک بن عمر۔ طفیل بن عمر۔ دوسی۔ یزید بن قیس۔ عامر بن بکیر۔ عبداللہ بن مخرمہ۔ سائب بن عثمان۔ بن مطعون۔ عباد بن بشر۔ معن بن عدی۔ ثابت بن قیس بن شماس ابودجانہ۔ سماک بن حرب وغیرہ ہم صحابہ فوت ہوئے۔ مسیلمہ ڈیڑھ سو برس کی عمر میں قتل ہوا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ سے بھی عمر میں بڑا تھا ۔

جمع قرآن

بخاری میں بروایت زید بن ثابت مذکور ہے۔ کہ جنگ مسیلمہ کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس جنگ میں بہت سے حافظ قرآن کام آئے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اس جدال و قتال میں حافظان قرآن کے ساتھ قرآن ہی دنیا سے نہ اُٹھ جائے۔ اس لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ قرآن شریف کو جمع کر لیا جائے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایسے امر عظیم کی جرأت کیسے کر سکتا ہوں جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود نہیں کیا حضرت عمرؓ بولے کہ اس میں کوئی حرج نہیں یہ تو نیک کام ہے اس پر حضرت صدیق اکبرؓ بھی اس امر پر متفق ہو گئے۔ اور زید بن ثابت کو بلا کر کہا کہ تم جوان عاقل آدمی ہو تم پر کسی قسم کی تہمت بھی نہیں۔ تم کاتب وحی بھی رہ چکے ہو۔ اس لئے تم ہی کوشش کر کے قرآن شریف جمع کر دو۔ زید بن ثابت نے عرض کیا کہ آپ دونوں صاحب ایسے امر کی کیسے جرأت کر رہے ہیں جسکو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ حضرت ابو بکر نے جواب دیا کہ اس میں کچھ مضائقہ نہیں آخر نیک کام ہے آخر انہوں نے نہایت کوشش اور محنت سے قرآن مجید کو جمع کر کے صدیق اکبرؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ یہی قرآن مجید وفات تک آپکے پاس رہا اور آپ کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس اور بعدازاں حضرت حفصہ کے پاس ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ اجر حضرت ابو بکر رضہ کو ملیگا۔ جنہوں نے قرآن مجید کو کتابی صورت میں جمع کرایا ۔

فتح عراق

عراق پر فوجکشی کا ارادہ کیا اور پہلے اس طرف مثنےٰ ابن حارث شیبانی کو روانہ کیا بعد ازاں محرم ۱۲؁ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحریک پر خالد بن ولید کو جو اسوقت دریار الطباح پر خیمہ زن تھے۔ مندرجہ ذیل خط لکھا:

"حمد و ستائیش الٰہی اور نعمت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خالد بن ولید اور اُن تمام اصحاب کرام جو انکے ساتھ ہیں، اور ان تمام ہمراہیوں کو جو اِنکی ماتحتی میں ہیں ابوبکر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے معلوم ہو کہ حضرت جلّ وعلا نے اپنے کلام پاک میں کفار کے ساتھ جہاد کو واجب قرار دیکر اعلائے کلمۃ اللہ کی تاکید فرمائی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسکی بکمال تحریص و تشویش دلائی ہے۔ پس چاہیئے کہ تم سب لوگ فرمان خدا اور رسول کی تعمیل میں کرو۔ اور اس خط کو دیکھتے ہی عراق کی جانب مثنیٰ بن حارث کی کمک اور اعلائے دین مبین کے لئے روانہ ہو جاؤ اور تمہارے تمام ہمراہیان اہل اسلام بھی اِس حکم کی تعمیل کریں اور تمہارے زیر حکم رہیں میں تمکو تمام فوج کا افسر اعلیٰ مقرر کرتا ہوں۔ امید ہے کہ تم لوگ خدائے کریم کی رضا جوئی کے لئے اس کار بزرگ میں سعی اور کوشش کروگے"

جب یہ فرمان حضرت خالد کے پاس پہنچا تو اُنھوں نے سب کو پڑھکر سنایا۔ جس کے جواب میں سب نے سمعنا و اطعنا کہا اور اسی روز حضرت خالد روانہ ہو گئے۔

بعد ازاں حضرت صدیق نے ایک اسی قسم کا خط مثنیٰ بن حارث شیبانی کو بھیجا اور اس میں یہ بھی لکھا کہ ادھر سے خالدؓ تمہارے پاس پہنچتے ہیں انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیف اللہ کا لقب دیا ہے۔ فنون جنگ میں ان سے بہتر شخص ملنا مشکل ہے۔ جب وہ تمہارے پاس پہنچیں تو انہیں امیر لشکر سمجھنا اور تم صلاح و مشورہ میں وزیر کا کام دینا۔

الغرض جب حضرت خالد سرزمین عراق میں پہنچے تو مثنیٰ بن حارث نے انکا خیر مقدم کیا۔ اور باتفاق ہمدیگر سوار کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ رستے کے تمام مقامات میں یہ لشکر ظفر پیکر اپنا مدعا پورا کرتا جاتا تھا۔ اور اسی طرح حضرت خالد تمام عراق کو اپنے قبضہ میں کیا۔ اور جتنا مال غنیمت ہاتھ لگتا تھا اس کا خمس بھی حضرت صدیق اکبر کی خدمت میں روانہ کرتے رہے۔

شام و روم پر فوجکشی

جب خدا تعالیٰ نے عراق عرب کو بتمامہ اسلام کے قبضے میں کر دیا تو

مجاہدین کا لشکر کچھ تو وہیں بغرض حفاظت رہا اور کچھ مدینہ میں بغرض آرام و آسائش آگیا اور سنہ ۱۲ھ کا حج حضرت صدیق اکبر نے نہایت اطمینان اور فتح اسلام کے ساتھ ادا کیا فراغت حج کے بعد جب آپ مدینہ میں واپس آئے تو شرجلیل نے جو کاتب وحی بھی تھے آپ کی خدمت میں اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے اپنے آپ کو شام میں لڑتا ہوا دیکھا ہے۔ اس سے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہمیں فتوح بلاد کی خوشخبری دی تھی شاید اللہ تعالیٰ نے اس کا وقت یہی مقرر فرمایا ہے +

حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ خواب سُن کر صحابہ سے مشورہ کیا جس پر حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ بیشک لشکر کشی کیجئے اللہ تعالیٰ فتح و نصرت عطا فرمائیگا۔ باقی صاحبان نے بھی اس کی تائید کی۔ تو آپ نے خالد بن ولید کی سرکردگی میں ایک تین ہزار کا لشکر شام کی طرف پند و نصائح کے بعد روانہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ ہم اور بھی لشکر بھیجتے رہینگے۔ پھر آپ نے تمام سرداروں کے نام اس مضمون کے خط لکھے کہ ہم نے شام میں جہاد کے لئے لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ پس جو شخص تم میں سے جہاد کی خواہش رکھتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت کے لئے جلدی چلا آئے۔ بے ہتھیار ہو یا مسلح۔

ان خطوط کے پہنچتے ہی چاروں طرف سے مسلمان سردار اپنے ہمراہیوں کو لیکر مدینہ میں حاضر ہو گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے سب کو متفق کر کے ایک تقریر میں اپنا مدعا ظاہر کر کے سب کو جہاد کی فضیلت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے ثواب سے آگاہ فرما کر ایک تازہ جوش ان میں پیدا کر دیا اور پھر ایک سردار کو کافی نصیحتیں فرما کر مندرجہ ذیل تقسیم سے روانہ کیا:۔

۱- عمرو بن عاص کو فلسطین کی طرف۔

۲- یزید بن ابو سفیان کو دمشق کی طرف۔

۳- شرجیل بن حسنہ کو اردُن کی طرف۔

۴- ابو عبیدہ بن جراح کو حمص کی طرف۔

۵- خالد بن سعید ان سے پہلے روانہ ہو چکے تھے اور انہوں نے نیماء میں کیمپ قائم کر کے اطراف و جوانب کے مسلمان قبیلوں کو شرکت جہاد کے لئے آمادہ کر رکھا تھا ان سب کو حکم تھا کہ الگ الگ جا کر معرکۂ کارزار شروع کریں اور جب ضرورت ہو مل کر کارروائی کریں اور اس حالت میں ابو عبیدہ بن جرّاح تمام لشکر کے سپہ سالار ہونگے۔

اِن اسلامی لشکروں کی خبر آمد سُن کر قیصر روم نے بھی بڑے زور و شور سے جنگ کی تیاری شروع کی۔ اور طرفین میں مقابلے ہونے لگے حضرت صدیق بھی مزید کمک بھیجتے جاتے تھے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ اس موقع پر خالد بن ولید کو لکھیئے کہ اپنی فوج لیکر مسلمانوں کی مدد کرے کیونکہ وہ عیسائیوں سے ایک دو لڑائیاں پہلے بھی لڑ چُکا ہے اور فوج میں اسے خاص عزت و وقعت بھی حاصل ہے اُمید ہے کہ وہ جائیگا تو فوج میں ایک تازہ جوش پیدا ہو جائیگا۔ آپ نے اِس رائے کو پسند کیا اور خالد کے نام خط بھیجکر شام میں بھیجنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی کل لشکر کا سپہ سالار بھی مقرر کر دیا۔

الغرض حضرت خالد نے وہاں پہنچکر بُصری و اجنادین وغیرہ ختم کر کے آخر دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ اور اس اثناء میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس دار فانی سے انتقال فرمایا۔

حضرت صدیق اکبرؓ کی بیماری اور وفات

علالت آپ کی بیماری کی نسبت کئی روائتیں ہیں ایک تو یہ کہ کسی شخص نے آپکی خدمت میں کچھ پکایا ہُوا گوشت بھیجا تھا۔ آپ نے حارث بن کلاہ کو بھی کھانے میں شریک کیا۔ اس زہر کا اثر ایک سال کے بعد ظاہر ہُوا اور دونوں صاحب ایک برس کے بعد ایک ہی روز فوت ہوئے۔ اور دوسری روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح منقول ہے کہ ۷ جمادی الاخر پیر کے روز آپ نے غسل کیا اس روز چونکہ ٹھنڈک تھی آپکو بخار ہو گیا۔ پندرہ روز آپ نماز کے لئے بھی نہ نکل سکے آخر سہ شنبہ کی رات ۲۲ جمادی الاخر کو بعمر تریسٹھ سال انتقال فرمایا۔

ابن عمر کہتے ہیں کہ در اصل حضرت ابو بکرؓ کا سبب موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہی ہُوا ہے۔ یہ صدمہ آپ کو ایسا ہُوا تھا کہ آپ برابر ہر روز زار و نحیف ہوتے جاتے تھے۔ یہانتک کہ سفر آخرت اختیار کیا۔

حالت بیماری میں ایک شخص نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو کسی حکیم کو بُلا لاؤں آپ نے فرمایا حکیم نے مجھے دیکھا ہے اور اس نے کہا ہے

(یعنی ہم جو کچھ چاہتے ہیں کرتے ہیں) سچ ہے

از سر بالینِ من برخیز اے ناداں طبیب
دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

استخلاف حضرت عمر واقدی نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت صدیقؓ کی طبیعت زیادہ بگڑ گئی تو آپ نے عبدالرحمن بن عوف سے پوچھا کہ تم عمر کو کیسا سمجھتے ہو انہوں نے عرض کیا کہ آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر بھی جو کچھ تمہاری رائے ہے وہ بھی بتلاؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرے نزدیک تو آپ کی جو کچھ انکی نسبت رائے ہو وہ اس سے بھی زیادہ افضل ہیں۔ پھر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے بھی یہی سوال کیا۔ انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔ اور پھر اصرار کرنے پر یہ عرض کیا کہ ان کا ظاہر و باطن یکساں ہے۔ اور ہم سب میں سے ان جیسا ایک بھی نہیں اسکے بعد آپ نے سعید بن زید اور رشید بن حضیر اور دیگر مہاجرین و انصار سے بھی مشورہ کیا۔ رشید نے کہا کہ وہ نیک کے ساتھ نیک ہیں اور برے کے ساتھ برے ہیں۔ ان کا باطن ظاہر سے بھی اچھا ہے۔ اور اس امت میں ان سے قوی تر کوئی شخص نہیں ہے۔ اس کے بعد کچھ اور صحابہ آئے ان میں سے ایک نے کہا کہ خدا کو آپ کیا جواب دینگے کہ عمر جیسے سخت گیر آدمی کو ہم پر خلیفہ کئے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں کہدونگا کہ میں نے مسلمانوں پر ان میں سے سب سے بہتر آدمی کو خلیفہ کیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت عثمان کو بلا کر فرمایا کہ لکھو:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ تحریر ہے جسے ابوبکر بن ابو قحافہ نے دنیا فانی سے جاتے اور دنیائے باقی میں داخل ہوتے وقت لکھوایا ہے اے مسلمانو! میں نے تم پر عمرؓ بن خطاب کو خلیفہ مقرر کیا۔ تم پر اس کی اطاعت لازم ہے۔ میں نے خدا اور اس کے رسول اور اسکے دین کی خدمت میں کوئی قصور نہیں کیا۔ میرے نزدیک عمرؓ ہم سب میں سے اچھے ہیں اگر وہ عدل کرینگے تو گویا انہوں نے میرے گمان کے موافق عمل کیا اور اگر بدل جائیں تو ہر شخص اپنے افعال کا جواب دہ ہے میں نے تو تمہارے واسطے بھلائی کا ہی ارادہ کیا ہے میں کچھ عالم الغیب تو ہوں ہی نہیں جو ظلم کریگا اپنی سزا کو پہنچ جائیگا والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

اس تحریر پر حضرت صدیق نے اپنی مہر کردی اور حضرت عثمانؓ اسے لیکر چلے آئے اور لوگوں نے برضا و رغبت حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ سے بیعت کرلی۔ پھر

حضرت ابوبکر نے خلوت میں بلا کر کچھ وصیتیں کیں اور انکے چلے آنیکے بعد دعا کی آلہی اس کارروائی سے میرا مقصود صرف صلاح مسلمین ہے۔ میں نے فتنے سے ڈر کر جو کچھ کیا تو اسے خوب جانتا ہے۔ میں نے اس امر میں اپنی رائے سے کام لیا ہے اور مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنایا ہے جو ان میں سب سے بہتر سب سے قوی اور سب سے زیادہ نیکی کا حریص ہے۔ آلہی میں تیرے حکم سے اس دنیا کو چھوڑتا ہوں۔ تو اپنے بندوں کا مالک ہے۔ آلہی مسلمانوں کے حاکموں میں صلاحیت پیدا کر اور عمر کو اپنے خلفائے راشدین سے بنا۔ اور اس کی رعایا میں صلاحیت پیدا کر

ابن مسعود کہتے ہیں کہ صاحب عقل و فراست تین ہی شخص ہوئے ہیں۔ ایک تو صدیق اکبر کہ انہوں نے حضرت عمر جیسے شخص کو خلیفہ بنایا۔ دوسرے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی جب کہ اس نے اپنے والد سے کہا استاجرہ۔ تیسرا عزیز مصر جس نے حضرت یوسف کی نجابت کو معلوم کر کے اپنی بیوی سے کہا کہ اکرمی مثواہ۔ یسار بن حمزہ کہتے ہیں کہ حالتِ بیماری میں ایک روز صدیق اکبرؓ نے لوگوں کو فرمایا میں نے تم پر ایک شخص کو حاکم کیا ہے کیا تم اس سے راضی ہو۔ سب نے بالاتفاق کہا ہمیں منظور ہے مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اگر وہ شخص عمر بن خطاب نہ ہو تو ہمیں منظور نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ وہی تو ہیں ٭

وصایا جب حضرت صدیق اکبر پر نزع کی بیہوشی کا وقت آنے لگا تو آپ نے حضرت عائشہ کو بلا کر فرمایا کہ تم میری بیٹی ہو میں ہر حال میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ تمہاری خوشحالی سے مجھے راحت ہے اور غربت سے رنج وہ درخت کھجور کا جو میں نے تمہیں دیا تھا جس سے پانچ وسق کھجوریں اُترا کرتی ہیں۔ اس سے ابتک جو کچھ تم نے نفع اٹھایا تھا وہ تمہارا تھا۔ لیکن میرے بعد یہ ترکہ ہو جائیگا تو بہنوں بھائیوں کو محروم نہ کرنا۔ حضرت عائشہ رضؓ نے کہا کہ بھلا ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن میری بہن تو صرف ایک ہی ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں ایک اپنی ماں کے پیٹ میں بھی ہے۔ (وہ ام کلثوم تھیں) ٭

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا کہ میری دو مستعملہ چادریں دھو کر انہی میں مجھے کفنا دینا۔ مانا کہ میں تمہارا باپ ہوں مگر اگر عمدہ کپڑوں میں کفنایا گیا تو کچھ بڑھ نہ جاؤنگا۔

آپ نے یہ بھی وصیّت کی کہ مجھے اسماء بنت قیس (آپکی زوجہ محترمہ) مجھے غسل دیں اور عبد الرحمٰن (آپکے صاحبزادے) پانی ڈالیں اور حضرت عائیشہ رض کو وصیت کی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر دفن کرنا۔ چنانچہ آپ کا سر بوقت دفن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے کے برابر رکھا گیا۔ حضرت طلحہ۔ عمر عثمان اور عبد الرحمٰن بن ابو بکر نے آپکو قبر میں اُتارا۔ یہ بات بروایت مختلفہ ثابت ہے کہ آپ رات کو ہی دفن کئے گئے +

جب آپ کا انتقال ہُوا تو مدینہ میں کُہرام مچگیا۔ آپکے والد صاحب نے پوچھا کہ یہ کیا ہُوا۔ لوگوں نے کہا کہ آپکے صاحبزادے کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے فرمایا اُف! کیسی مصیبت عظیم ہے۔ پھر پوچھا انکی جگہ کون خلیفہ ہُوا لوگوں نے کہا حضرت عمر۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں کہتے کہ ابو بکر کے دوست +

مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت ابو قحافہ نے حضرت ابو بکر کے ترکہ کا حصّہ شرعی نہیں لیا۔ بلکہ اپنا حصہ اپنے پوتے کو دیدیا۔ اور خود حضرت ابو بکر سے ۶ ماہ ۲ روز بعد انتقال کیا حضرت ابو قحافہ ستانوے برس کی عمر میں ۱۴ محرم کو فوت ہُوئے۔ حضرت ابو بکر کے سوا کوئی خلیفہ ایسا نہیں ہُوا جو اپنے باپ کی حیات میں تخت خلافت پر بیٹھا ہو یا اس کے باپ نے اس کا ورثہ پایا ہو +

حضرت صدیق اکبر کی مدت خلافت دُو سال سات ماہ ہے +

آپ کی طرزِ حکومت کا مجمل سا بیان

خلیفہ اسلام پوپ روما کی طرح نہیں ہوتا کہ جسکو جی چاہا توبہ کرادی اور جسے دل چاہا جنت کا پروانہ لکھدیا۔ اور نہ ہی اسے یہ اختیار ہوتا ہے کہ شریعت کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کردے یا حرام کردہ چیزوں کو حلال بنادے۔ بلکہ خلیفہ اسلام اس قانون اسلامی کا ویسا ہی مطیع و منقاد ہوتا ہے۔ جیسے کہ ایک عام مسلمان فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ عام مسلمان تو اس قانون کی پابندی اپنی ذات تک ہی محدود سمجھتے ہیں مگر خلیفہ اسلام کے فرائیض میں یہ داخل ہوتا ہے کہ وہ اسلامی گروہوں میں اس قانون الٰہی کی پابندی کو رواج دے اور غیر مسلم اقوام و ممالک میں اُس برگزیدہ قانون کے ترویج و استعمال کی تدابیر سوچے مسلمانوں سے صدقات و زکوۃ وصول کرکے غربا و ضعفائے قوم پر تقسیم کرے غازیوں

کے لئے سامان سفر مہیا کرنے اور مسلمانوں کے مذہبی اور قومی شیرازہ کو بکھرنے نہ دینے

حضرت ابو بکرؓ نے ان تمام باتوں کی رعایت جس احتیاط سے کی ہے وہ انہی کا حصّہ ہے۔

آپ نے فرائض خلافت میں سے ہر ایک فرض پر اس فرض کے ماہر کو مقرر فرمایا ہُوا تھا۔ اور نہایت دیانتدار لوگوں کو اپنا مشیر کار بنایا تھا۔ امامت نماز خود فرماتے تھے اور سوائے کسی خاص عذر یا غیر حاضری کے ہرگز کسی دوسرے کی امامت روا نہ رکھتے تھے البتہ اپنی عدم موجودگی میں حضرت عمرؓ کو حکم امامت دے جاتے تھے۔ یا امام حج میں ایک دفعہ حضرت عثمانؓ کو بھی اسکے واسطے مامور فرما گئے تھے۔

تحصیل صدقات کے لئے عامل مقرر تھے اور انہیں حکم تھا کہ جس قدر زکوٰۃ کسی کے ذمے نکلے اس سے ایک حبّہ کم نہ لیں اور نہ ایک حبّہ زیادہ لیں۔ زکوٰۃ کے ساتھ کسی قسم کا نذرانہ لینا ممنوع تھا۔ ان تحصیل داروں کی تنخواہیں مقرر تھیں جو بیت المال سے ادا کیجاتی تھیں۔

آپ کے ہر ایک صوبہ پر ایک ایک عامل یعنی گورنر بھی مقرر کیا ہُوا تھا۔ چنانچہ

عتاب بن اسید مکہ میں تھے۔
مہاجر بن امیہ صنعاء میں تھے۔
زیاد بن لبید۔ حضر موت میں تھے۔
یعلیٰ بن امیہ۔ خولان میں تھے۔
ابو موسیٰ اشعری۔ زبید وزمع میں تھے۔
معاذ بن جبل۔ جند میں تھے۔
علاء بن حضرمی بحرین میں تھے۔
ابن جریر بن عبداللہ نجران میں تھے۔
عبداللہ بن ثور جرش میں تھے۔
عیاض بن غنم دومۃ الجندل میں تھے۔
عمرو بن عاص عمان میں تھے۔
حاتم بن عدی بن طے میں تھے۔

جنگی خدمات کے افسر خالد بن ولید سپہ سالار تھے اور شرجیل بن حسنہ۔ ابو عبیدہ بن جراح۔ عکرمہ بن ابو جہل۔ عمرو بن العاص۔ یزید بن ابو سفیان وغیرہ بطور نائبان سپہ سالار کام کرتے تھے۔

احکام نویسی کا کام متفرق طور پر ہوتا تھا یعنی جو سامنے آیا اس سے لکھوالیا مگر عموماً حضرت علی۔ حضرت عثمان۔ زید بن ثابت اور عبداللہ بن ارقم اس کام کے لئے مخصوص تھے۔

قضاء کا کام حضرت عمر کے سپرد تھا۔

آپ کی اولیات آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔ سب سے پہلے آپ نے ہی قرآن مجید جمع کیا اور مصحف اس کا نام رکھا سب سے پہلے خلیفہ آپ کو ہی کہا گیا اور سب سے پہلے آپ ہی اپنے والد کی زندگی میں خلیفہ ہوئے۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آپکو خلیفۃ اللہ کہکر بلایا تو آپ نے فرمایا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں بس یہی فخر مجھے کافی ہے۔

خلافت کے بعد آپ نے فرمایا کہ بوجہ اشتغال خلافت اب مجھ سے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی روزی کمانیکا کوئی کام نہ ہوسکیگا۔ اس لئے اب میں بیت المال سے اپنا گذارہ کرونگا۔

عطاء بن سائب کہتے ہیں کہ بیعت خلافت کے دوسرے روز حضرت ابو بکر صدیق کپڑوں کے تھان لئے ہوئے بازار تشریف لئے جاتے تھے۔ حضرت عمر راستے میں ملے اور کہا کہ آپ کہاں جارہے ہیں۔ آپ نے فرمایا بازار میں۔ حضرت عمر نے کہا کہ اب آپ یہ دھندے چھوڑ دیجئے آپ اب مسلمانوں کے امیر ہوگئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر میں اور میرے اہل وعیال کہاں سے کھائیں حضرت عمر نے کہا کہ یہ کام حضرت ابو عبیدہ کے سپرد کیجئے۔ چنانچہ دونوں صاحب انکے پاس گئے۔ چنانچہ ابو عبیدہ نے آپکے واسطے ہر روز آدھی بکری اور جو کچھ تن ڈھکنے اور پیٹ بھرنے کو کافی ہوتا تھا آپکے لئے مقرر کیا۔

ابن سعد میمون سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر کی دوہزار تنخواہ مقرر ہوئی مگر آپ نے عذر کیا کہ میرا کنبہ بڑا ہے اور مجھ سے اب بوجہ اشغال خلافت تجارت نہ ہوسکیگی اس لئے کچھ زیادہ دیا جاوے اسپر پانچسو کی اور ترقی کردی گئی۔

آپ کے شمائل وخصائل

حلیہ مبارک

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بدن چھریرا۔ رنگ گورا اور گال پچکے ہوئے تھے۔ آپ کا تہ بند ہمیشہ نیچے کو کھسک آتا تھا۔ پیشانی پر اکثر پسینہ رہتا تھا۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔ انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں۔ مہدی یا کسم سے خضاب فرمایا کرتے تھے کپڑا نہایت سادہ اور ارزاں پہنتے تھے۔

آپکی شجاعت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک شجاع ترین کون شخص ہے۔ سب نے بالاتفاق عرض کیا کہ آپ۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو ہمیشہ اپنے برابر کے ساتھ لڑتا ہوں اور یہ کوئی شجاعت نہیں تم سب سے زیادہ شجاع شخص کا نام لو۔ سب نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں۔ آپنے فرمایا شجاع ترین شخص حضرت ابو بکر ہیں یوم بدر میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک سائبان بنا دیا تھا۔ پھر پوچھا کہ حضور کے پاس کون رہیگا تاکہ مشرکین آپ پر حملہ نہ کرسکیں تو خدا قسم ہم سے کسی شخص کی ہمت نہ پڑی مگر ابو بکر صدیق ننگی تلوار لیکر کھڑے ہوگئے۔ اور کسی کو آپ کے پاس تک نہ پھٹکنے دیا۔

ایک دفعہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لیا اور گھسیٹنے لگے اور کہتے تھے کہ تو ہی ہے جو ایک خدا بتلاتا ہے۔ واللہ کسی کو کفار کے مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی مگر حضرت ابو بکر آگے بڑھے اور کفار کو مار مار کر ہٹاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ ہائے افسوس تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا خدا ایک ہے۔ یہ فرما کر حضرت علی رو پڑے اور فرمانے لگے بھلا یہ تو بتلاؤ کہ مومن آل فرعون اچھا تھا یا ابو بکر رضؓ لیکن جب لوگوں نے کچھ جواب نہ دیا تو فرمایا جواب کیوں نہیں دیتے واللہ ابو بکر رضؓ کی ایک ساعت اسکی ایک ہزار ساعت سے بہتر ہے وہ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے مگر حضرت ابو بکر نے اپنا ایمان ظاہر کیا

حلم وتواضع

حضرت انیسہ رضؓ کہتی ہیں کہ ابو بکر ہمارے پاس تین سال قبل از خلافت اور ایک سال بعد از خلافت ٹھیرے۔ آپکے حلم وتواضع کا یہ حال تھا کہ لڑکیاں

میں مل جل کر اس طرح بیٹھتے تھے کہ کوئی پہچان بھی نہ سکتا کہ ان میں خلیفہ کون ہے ؛
حضرت عمرؓ ایک اندھی اپاہج بڑھیا کی رات کے وقت خبر گیری کیا کرتے تھے جو مدینہ کے پاس ہی کہیں رہتی تھی۔ مگر چند روز بعد انہوں نے دیکھا کہ کوئی شخص پہلے ہی آکر اس کا کام کاج کر جاتا ہے۔ آپکو سخت حیرت ہوتی تھی۔ آخر ایک رات یہ دیکھنے کے لئے کہ کون شخص آتا ہے آپ وہاں ٹھیر گئے۔ دیکھا تو حضرت صدیق تشریف لا رہے ہیں حالانکہ ان دنوں آپ پر بار خلافت بھی تھا۔ حضرت عمر نے آپکو دیکھ کر فرمایا کہ بھلا آپ کے سوا کون ایسا ہو سکتا ہے؛
ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر تھے کہ اتنے میں حضرت حسن تشریف لائے بچے تو تھے ہی آپکو منبر پر دیکھکر فرمانے لگے میرے نانا کے منبر سے اُتر کھڑا ہو آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے یہ منبر تمہارے نانا کا ہی ہے۔ پھر حضرت حسن کو گود میں لے لیا اور رو پڑے حضرت علیؓ بھی وہاں تشریف رکھتے تھے آپ نے فرمایا کہ میں نے اس لڑکے کو کچھ نہیں کہا۔ حضرت صدیق اکبر نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں اس کا کچھ آپ پر اتہام نہیں ؛

خوف آلہی ایک دفعہ ایک چڑیا درخت پر بیٹھی بول رہی تھی آپ نے اسے دیکھکر فرمایا تو بڑی خوش قسمت ہے۔ بے روک ٹوک چگتی پھرتی ہے درختوں کے سائے میں بیٹھتی ہے اور بغیر حساب کے جہاں چاہتی ہے اُڑتی پھرتی ہے۔ کاش ابو بکر تیرے جیسا ہی ہوتا ؛
آپ فرمایا کرتے تھے کاش میں مومن کے سینہ کا ایک بال ہی ہوتا ؛
مجاہد کہتے ہیں کہ ابن زبیرؓ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو خوف آلہی کے مارے لکڑی کی طرح ہو جاتے تھے اور یہی حال حضرت صدیق کا تھا
محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبرؓ سے زیادہ خدا سے خوف کھانیوالا کوئی شخص نہ ہو گا۔ آپ اکثر روتے رہتے اور فرمایا کرتے جسے رونا آتا ہو رووے اور اگر دل سے نہ آتا ہو تو قصداً ہی رو دے
آپ دعائیں بھی نہایت خشوع وخضوع سے مصروف ہُوا کرتے تھے اکثر مندرجہ ذیل الفاظ سے دعا مانگا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَسْئَلُكَ الَّذِیْ ھُوَ

مِنْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ان الفاظ سے دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمْرِیْ اٰخِرَہٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِمَہٗ وَخَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ لِقَآئِکَ ۔

تعبیر خواب جو ایک مقدس علم ہے اور سوائے مقدسوں کے کوئی اس میں پورا نہیں اُتر سکتا حضرت صدیق اس میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ جو تعبیر آپ بیان کرتے تھے اللہ تعالیٰ سچ ہی کر دکھاتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ میرے گھر میں تین چاند اُترے ہیں۔ آپ نے اس خواب کی تعبیر اپنے والد حضرت صدیق سے پوچھی تو آپ نے فرمایا اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تمہارے گھر میں دنیا کے سب سے بہتر تین آدمی دفن ہونگے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو آپ نے کہا کہ عائیشہؓ یہ ایک چاند ہیں جنکو تم نے خواب میں دیکھا

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کو میں نے خواب دیکھا کہ میں کالی بکریوں کے پیچھے پیچھے جا رہا ہوں۔ پھر میں نے دیکھا کہ سفید بکریوں کے پیچھے ہوں اور وہ کالی بکریاں انہیں سفید بکریوں میں غائیب ہوگئیں۔ حضرت صدیق نے عرض کیا کہ کالی بکریاں تو مسلمانان عرب ہیں اور سفید بکریاں مسلمانان عرب جو بوجہ کثرت کے مسلمانان عجم سے بڑھ جائینگے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کہا ہے۔ فرشتے نے بھی مجھے یہی تعبیر تبلائی ہے

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ میں اور ابوبکر ایک سیڑھی پر چڑھے ہیں مگر ابوبکر ڈھائی ہاتھ پیچھے رہ گئے ہیں۔ صبح کو یہ خواب آپ نے حضرت صدیق اکبر سے بیان کیا آپ نے عرض کیا کہ خدا حضور علیہ الصلوٰۃ کو اپنی مغفرت کی طرف بلالیگا اور میں آپ کے بعد ڈھائی سال تک زندہ رہونگا۔

ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ خون کا پیشاب کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اپنی بیوی سے بحالت حیض صحبت کرتا ہے۔ خدا سے مغفرت مانگ پھر ایسا نہ کرنا۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں حضرت ابوبکر سے بہتر کوئی تعبیر بتلانیوالا نہ تھا۔

آپ کے اقوال و خطبے

آپ کے ان اقوال کا احصاء تو بہت مشکل ہے جو آپ نے بطور نصائح لوگوں کو فرمائے۔ مگر چونکہ صاحب تذکرہ کے اقوال و نصائح کا لکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے ناظرین کے فائدہ کے لئے آپ کے تھوڑے سے قول درج ذیل کئے جاتے ہیں ؛

۱- حق تعالیٰ کی کمال معرفت سے اپنا کمال عجز ہی انسان کو زمرہ خداشناسوں میں داخل کر دیتا ہے ؛

۲- جو شخص راہ خدا میں جہاد کرتا ہے وہ اس موت کے ذریعہ سے وہ حیات ابدی حاصل کرتا ہے۔ جسے اصلی زندگی سمجھنا چاہیئے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ہ

۳- انسان اگر مصیبت میں صبر کرے تو وہ مصیبت آسان اور دُور ہو جاتی ہے اور صابر مستحق صواب ہو جاتا ہے ؛

۴- موت باعتبار مصائب دُنیا تو آسان ہے مگر مواخذہ آخرت کے لحاظ سے سخت دشوار ہے ؛

۵- مسلمان اگر اپنے مصائب میں جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے مصائب کو یاد کیا کریں تو انکے رنج کم ہو جائینگے ؛

۶- فریب دینا اور قطع رحم کرنا آخرت میں انسان کو سزائے سخت میں مبتلا کرتا ہے ؛

۷- انسان اپنے مآل کار سے اس پرندے کی طرح بے خبر ہے جو درخت پر بیٹھکر پھل کھاتا اور کلیلیں کرتا ہے۔ لیکن صیاد کے دام یا تیر سے بے خبر ہوتا ہے تاوقتیکہ وہ اچانک اپنا کام کر جاتا ہے ؛

۸- زیادہ بولنا موجب زیان ہے کیونکہ زیادہ گوئی میں بہت کم آدمی زبان کو لغویات و فساد و عناد سے بچا سکتے ہیں۔ جو آخرت میں باعث عتاب ہو جاتے ہیں ؛

۹- بندہ خالص وہی ہے جو فطرتاً گناہ سے دشمنی رکھتا ہو۔ اور

۱۰- خدا متکبر کو دشمن جانتا ہے پس تکبر سے کنارہ کشی کرو۔

۱۱- جتنا خدا کے قہر سے خوف کروگے اور اسکے رحم و الطاف سے محبت اتنا ہی بارگاہ خداوندی میں درجہ پاؤگے۔

۱۲- جس سے مشورہ ہو اس سے کوئی بھید پوشیدہ نہ رکھو۔ کہ تمہیں مشورہ نہ دے سکیگا۔

۱۳- نفس کو شہوت سے باز رکھو۔ کہ جب وہ زمام احتیاط پر قابو پالیتا ہے تو تہدید و تہذیب کو قبول نہیں کیا کرتا۔

۱۴- ہمسایۂ کے ساتھ بدی اور تنازعہ ہرگز نہ چاہیئے۔ کہ تم اور تمہارا ہمسایہ تو مر جاؤگے۔ مگر عداوت نسلاً بعد نسلٍ باقی رہیگی۔

۱۵- جس گروہ میں فواحش کی کثرت ہو جاتی ہے اس کی سرکوبی کیلئے خدا تعالیٰ بلائے عذاب مسلط فرماتا ہے جو سارے گروہ کا احاطہ کر لیتا ہے۔

۱۶- جو شخص خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے نجات پاتا ہے اور جو اس سے روگردانی کرتا ہے وہ ضلالت و جہالت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

۱۷- مظلوم کی آہ تیغ برندہ اور تیر پرندہ سے زیادہ کارگر ہوتی ہے۔

۱۸- مومن وہ ہے جو متقی ہو اور متقی وہ ہے جو اوامر و نواحی کو ملحوظ رکھے اور ظاہر و باطن یکساں رکھتا ہو۔

۱۹- جو شخص اپنے بھائیوں پر ظلم کرتا ہے وہ خدا کا عہد توڑتا ہے۔

۲۰- جو شخص نماز صبح صدقِ دل اور خشوع و خضوع سے ادا کرتا ہے وہ دن بھر کے لئے جمیع بلیات و آفات سے حق تعالےٰ کے حفظ و امان میں داخل ہو جاتا ہے۔

خطبے حضرت صدیق اکبر کی قوت تقریر ایسی تھی کہ ہر جمعہ کو جو خطبہ آپ پڑھتے تھے وہ ہمیشہ نئے انداز کا ہوتا تھا۔ ہم ذیل میں نمونہ کے طور پر آپ کا صرف ایک خطبہ درج کرتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْئَلُهُ الْكَرَامَةَ فِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ فَاِنَّهٗ قَدْ دَنٰی اَجَلِیْ وَاَجَلُكُمْ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ

ترجمہ

ہر طرح کی تعریف اس خدا کو ہی ہے جو تمام مخلوق کا رب ہے۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اسی سے مدد چاہتا ہوں اور موت کے بعد اسی کی کرامت کا طالب ہوں۔ کیونکہ میری

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ٥ وَ
سِرَاجًا مُّنِيْرًا . لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا
وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ٥
مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ
وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا
مُّبِيْنًا ٥ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ
وَالْاِعْتِصَامِ بِاَمْرِ اللّٰهِ . اَلَّذِيْ شَرَعَ
لَكُمْ وَهَدَاكُمْ بِهٖ فَاِنَّ جَوَامِعَ
هُدَى الْاِسْلَامِ بَعْدَ كَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ
السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لِمَنْ وَّلَّاهُ اللّٰهُ
اَمْرَكُمْ فَاِنَّهٗ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَاُولِي
الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ
فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَدَّى الَّذِيْ عَلَيْهِ
مِنَ الْحَقِّ وَاِيَّاكُمْ وَاتِّبَاعَ الْهَوٰى
فَقَدْ اَفْلَحَ مَنْ حُفِظَ مِنَ الْهَوٰى
وَالطَّمَعِ وَالْغَضَبِ وَاِيَّاكُمْ
وَالْفَخْرَ وَمَا فَخْرُ مَنْ خُلِقَ مِنْ
تُرَابٍ ثُمَّ اِلَى التُّرَابِ يَعُوْدُ ثُمَّ
يَاْكُلُهُ الدُّوْدُ ثُمَّ هُوَ الْيَوْمَ حَيٌّ
وَّغَدًا مَّيِّتٌ فَاعْمَلُوْا يَوْمًا
بِيَوْمٍ وَّسَاعَةً بِسَاعَةٍ وَّتَوَقَّوْا
دُعَاءَ الْمَظْلُوْمِ وَعُدُّوْا اَنْفُسَكُمْ
مِنَ الْمَوْتٰى وَاصْبِرُوْا فَاِنَّ
الْعَمَلَ كُلَّهٗ بِالصَّبْرِ وَاحْذَرُوْا
فَالْحَذَرُ يَنْفَعُ وَاعْمَلُوْا وَالْعَمَلُ

اور تمہاری موت قریب ہی ہے۔ میں گواہی
دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود لائق
عبادت نہیں وہ اکیلا ہے کوئی اسکا شریک
نہیں اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے۔ اور
رسول ہیں جنہیں خدا نے حق کے ساتھ خوشخبری
دینے والا اور ڈرانے والا اور روشن چراغ
بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ زندوں کو ڈراوے اور
کافروں پر عذاب ثابت کرے جس شخص نے
خدا اور رسول کی اطاعت کی وہ راہ یاب
ہو گیا اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ صریح
گمراہی میں جا پڑا۔ میں تمہیں اللہ سے
ڈرنے کی اور اس حکم پر جو اس نے تمہارے
لئے مقرر کیا ہے اور اس کے ساتھ تمہیں
ہدایت دی ہے چنگل مارنے کی وصیت
کرتا ہوں۔ تحقیق کلمہ و اخلاص کے بعد اسلام
کی ہدایت کو جامع بات اس شخص کی اطاعت
کرنا ہے میں نے خدا نے تمہارے امور کا
والی بنایا ہو۔ کیونکہ جس شخص نے اللہ اور
ان لوگوں کی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کرتے ہیں۔ اطاعت کی تو اس نے خلاصی
پالی اور اپنے حق کو ادا کر دیا۔ خبردار خواہشات
کی اتباع نہ کرنا کیونکہ جو شخص خواہش۔ طمع
اور غضب سے محفوظ رہا وہ راہ یاب ہو گیا
خبردار فخر سے بھی بچے رہنا اور وہ شخص فخر
کر ہی کیا سکتا ہے جو مٹی سے پیدا ہوا ہو

اللّٰہُ مِنْ عَذَابِہٖ وَ سَارِعُوْا
فِیْمَا وَعَدَ کُمُ اللّٰہُ مِنْ رَّحْمَتِہٖ
وَافْہَمُوْا وَ تَفَہَّمُوْا وَاتَّقُوْا
وَتَوَقَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَیَّنَ
لَکُمْ مَا اَھْلَکَ بِہٖ مَنْ کَانَ
قَبْلَکُمْ وَنَجَا بِہٖ مَنْ نَجَا قَبْلَکُمْ
قَدْ بَیَّنَ فِیْ کِتَابِہٖ حَلَالَہٗ
وَحَرَامَہٗ وَمَا یُحِبُّ مِنَ الْاَعْمَالِ
وَمَا یَکْرَہُ فَاِنِّیْ لَا اٰلُوْکُمْ وَ
نَفْسِیْ نُصْحًا وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ
وَاعْلَمُوْا اَنَّکُمْ مَا اَخْلَصْتُمْ
لِلّٰہِ مِنْ اَعْمَالِکُمْ فَرَبَّکُمْ
اَطَعْتُمْ وَحَظَّکُمْ حَفِظْتُمْ
اغتبطتم وَمَا تطوعتم بِہٖ
لِدِیْنِکُمْ فَاجْعَلُوْہُ نَوَافِلَ
بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ تَسْتَوْفُوْا
لِسَلَفِکُمْ وَتُعْطَوْا جَزَآءَکُمْ
حِیْنَ فَقْرِکُمْ وَعِبَادِ اللّٰہِ فِیْ
اِخْوَانِکُمْ وَصَحَابَتِکُمْ
الَّذِیْنَ مَضَوْا قَدْ وَرَدُوْا
عَلٰی مَا قَدَّمُوْا فَاَقَامُوْا
عَلَیْہِ وَحلسوا فِی الشَّقَآءِ
وَالسَّعَادَۃِ فِیْہِ مَا بَعْدَ
الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ لَہٗ شَرِیْکٌ
وَلَیْسَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَحَدٍ

وہاں اسے کیڑوں نے کھانا ہو۔ آج وہ زندہ
ہے کل مُردہ ہوگا۔ آج کا کام آج ہی کرو
اور اس وقت کا کام اسی وقت کرو۔ مظلوم
کی دعا سے بچتے رہو۔ اور اپنے آپ کو
مُردوں سے ہی شمار کرو۔ اور صبر کرو۔
کیونکہ صبر سے سب کام راست ہوتے
ہیں۔ اور ڈرو کیونکہ ڈرنا نفع دیتا ہے۔ اور
نیک عمل کرو کیونکہ نیک عمل قبول ہوتا ہے
اور خداوند تعالےٰ نے تمہیں جس عذاب
سے ڈرایا ہے اس سے ڈرتے رہو۔ اور
جس کا اللہ نے جس رحمت کا وعدہ کیا ہے
اس میں جلدی کرو اور سمجھو اور خوب سمجھو
اور اچھی طرح بچو۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلے جن
لوگوں کو عذاب سے ہلاک کیا انکا حال مبتلا دیا
اور تم سے پہلے لوگوں کو جس چیز سے نجات
دی اسے بھی بیان کر دیا۔ حلال وحرام اور
جو عمل تمہارے لئے مکروہ یا محبوب تھے
سب کے سب اپنی کتاب میں بیان کر دیئے
میں اپنی اور تمہاری خیر خواہی میں تقصیر نہ کرونگا
اللہ سے مدد مانگی جاتی ہے بُرائیوں سے
پھرنے اور نیک کام کرنیکی قوت بھی اللہ
سے ہی ہے۔ تمہیں یاد رہے کہ جو عمل تمنے
خالص اللہ کے لئے کئے ہیں۔ وہ آپ
کی اطاعت ہی ہے اور وہ حصّہ ہے جسکی تم نے حفاظت
کی۔ لوگوں کو رشک میں ڈالا۔ وہ وہ حکم ہیں۔
جو پہلے تم نے اپنی خوشی سے کئے ہیں انہیں

خیراً و لا یصرف عنه سوءًا
الا بطاعته و اتباع امره
فانه لا خیر فی خیر
بعده النار و لا شر فی شر
بعده الجنة۔ اقول قولی هذا
و استغفر الله لی و لکم
و صلوا علی نبیکم
صلی الله علیه و سلم
و السلام علیکم و رحمته
و برکاته۔

پاؤ گے۔ اور احتیاج و فقر کے وقت انکی جزا دئے جاؤ گے۔ پھر اے اللہ کے بندو اپنے ان بھائیوں اور یاروں میں فکر کرو جو گذر گئے۔ اور جو انہوں نے آگے بھیجا ہے اسکو پہنچے اور اس پر مقیم رہے اور موت کے بعد سعادت یا شقاوت میں اُترے بیشک اللہ کا کوئی شریک نہیں وہ مخلوق کو بھلائی دیتا ہے اور اس سے بُرائی بدوں طاعت اور اپنی پیروی حکم کی نہیں پھیرتا ایسی بھلائی میں کچھ بھلائی نہیں جس کے بعد دوزخ ہو نہ اس بُرائی میں کوئی بُرائی ہے۔ جس کے بعد جنت ہو۔ میں یہ کہتا اور اللہ سے اپنے اور تمہارے لئے بخشش طلب کرتا ہوں۔ پس اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھو اور تم پر بھی اللہ کی سلام رحمت اور برکتیں ہوں۔

حضرت صدیق اکبرؓ کے فیصلے اور وہ احادیث جو آپ سے مروی ہیں

امام نووی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ سے کل ایکسو بیالیس ۱۴۲ حدیثیں مروی ہیں اور اس قلت روایت کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ بہت کم مدت زندہ رہے ہیں اور اس وقت حدیث کی طرف لوگوں نے توجہ بھی کم تھی تابعین کے زمانے سماع و تحصیل اور حفظ حدیث میں کوشش ہونے لگی۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے کہ آپکو حدیث محفوظ نہ تھیں کیونکہ حضرت عمر سے روایت ہے کہ قضیہ بیعت کے وقت آپ نے وہ تمام احادیث بیان کیں جو انصار کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان ترجمان سے سنی تھیں

بہت یاد تھیں اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ آپ کو علم قرآن بھی سب سے زیادہ تھا۔ صحابہ ذیل نے آپ سے حدیث روایت کی ہے:

عمر۔ عثمان۔ علی۔ ابن عوف۔ ابن مسعود۔ حذیفہ۔ ابن عمر۔ ابن زبیر۔ ابن عباس۔ ابن انس۔ ابن زید ابن ثابت۔ برار بن عازب۔ ابو ہریرہ۔ عقبہ بن وارث۔ عبد الرحمن بن ابو بکر۔ زید بدارقم۔ عبد اللہ بن لنعفل۔ عقبہ بن عامر بن جہتی۔ عمران بن حصین۔ ابو برزہ اسلمی۔ ابو سعید خدری۔ ابو موسیٰ اشعری۔ ابو الطفیل لیثی۔ جابر بن عبد اللہ۔ بلال۔ عائیشہ بنت ابو بکر۔ اسماء رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور تابعین میں سے اسلم اور واسط البجلی نے روائیت کی ہے:

فیصلے ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا زناہ بھی خدا کے حکم سے ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس شخص نے کہا کہ باوجود اس کے وہ عذاب بھی دیگا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ واللہ اگر کوئی آدمی اس وقت میرے پاس ہوتا تو میں حکم دیتا کہ تیری ناک کاٹ ڈالے:

ایک مرتبہ آپ نے خطبے میں فرمایا کہ لوگو خدا سے شرم کرو واللہ جب کبھی میں میدان میں قضائے حاجت کرتا ہوں تو خدا سے شرما کر اپنا سر ڈھانک لیتا ہوں:

آپ اور حضرت عمر کبھی کسی جانور کو رکھ چھوڑنے کے واسطے ذبح نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ نے حکم دیا کہ جو مچھلی مرکر دریا میں تیر آئے اسکو کھالینا جائز ہے۔ نیز آپ گوشت کے بدلے زندہ حیوان کو فروخت کرنا مکروہ جانتے تھے:

امام شافعی فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق نے میراث میں دادا کو بمنزلہ باپ کے بنایا ہے اور پوتے کو بمنزلے بیٹے کے بشرطیکہ باپ اور بیٹا باقی نہ ہوں:

ایک شخص کو آپ نے سُنا کہ اپنے باپ کو بُرا بھلا کہہ رہا ہے آپ نے فرمایا کہ اس ناشد نے کی گردن مار دو اس کے سر میں شیطان گھُس بیٹھا ہے:

ایک شخص نے آکر آپ سے شکایت کی کہ میرا باپ مجھ سے کل مال چھین کر مجھے محتاج کر دینا چاہتا ہے۔ آپ نے اس کے باپ سے فرمایا کہ جتنا ضرورت ہو اتنا لیلو اس سے زیادہ نہ لو۔ اس نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو اور تیرا سب مال باپ کے واسطے ہے آپ نے

حضرت ابوبکرؓ و عمر رضی اللہ عنہما نے غلام کے بدلے آزاد کو قصاص کا حکم نہیں دیا۔
ایکدفعہ ایک شخص نے دوسرے شخص کے ہاتھ میں ایسا کاٹا کہ اس کی انگلی جدا ہو گئی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے اسے کوئی سزا نہ دی۔
یزید بن ابوسفیان کو جب آپ نے سپہ سالار بنا کر شام کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ دیکھو کسی عورت۔ بچے۔ اپاہج یا بڈھے کو قتل نہ کرنا۔ میوہ دار درخت کو نہ کاٹنا کھیتی کو خراب نہ کرنا۔ بکری یا اونٹ کی کونچیں نہ کاٹنا۔ کھجور کے درخت کو نہ ہی جڑھ سے اکھاڑنا اور نہ جلانا۔ نہ ہی فضول خرچی کرنا اور نہ بخل۔
ایک مرتبہ حضرت صدیقؓ کو ایک شخص پر بہت غصہ آیا۔ ابو برزہ اسلمی وہاں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ آپ اس کی گردن مار دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا کرنے کی اجازت نہیں۔
امیر یمامہ کے پاس لوگ دو عورتوں کو پکڑ لائے جن میں سے ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتی تھی اور دوسری مسلمانوں کی ہجو آمیز گیت گایا کرتی تھی۔ امیر یمامہ نے دونوں کے ہاتھ کٹوا دیئے۔ حضرت صدیقؓ کو جب اس فیصلے کی اطلاع پہنچی تو آپ نے لکھا کہ اگر تم دونوں کو سزا نہ دے چکے ہوتے تو میں حکم دیتا کہ جو عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔ اسکو قتل کر ڈالا جائے۔ کیونکہ ایسی گستاخی کسی مسلمان سے سرزد ہو تو اسکو مرتد اور غدار سمجھنا چاہیئے۔ اور اسے ویسی ہی سزا دینی چاہیئے اور دوسری عورت جو مسلمانوں کی ہجو کرتی تھی۔ اگر وہ مسلمان ہے تو اسے ادب دینا ہی کافی تھا ہاتھ کٹوانے کی ضرورت نہ تھی اور اگر وہ ذمیہ تھی۔ تو جب اسکے شرک پر صبر کیا جاتا ہے اس کے اس فعل سے بھی درگذر کرنا چاہیئے تھا۔ اعضاء کٹوا دینے میں قصاص کے برابر احتیاط کرنی چاہیئے کیونکہ اس میں سزا یافتہ بندہ کو تمام عمر شرم دامنگیر رہتی ہے۔
ایک شخص نے ایک باکرہ عورت سے زنا کیا اور جرم کا اقبال کر لیا آپ نے اسے دِرّے لگوائے اور جلاوطن کر دیا۔
ایکدفعہ آپ کی خدمت میں ایک چور لایا گیا جس کے ہاتھ کسی پہلی چوری کے جرم میں کٹے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے جیسے کے لئے قتل کا حکم ...

اور کوئی سزا تیرے مناسب حال نہیں۔ چنانچہ پھر آپ نے اسے قتل کروا ڈالا+

ایک دفعہ ایک شخص جس کے ہاتھ پیر کٹے ہوئے تھے یمن سے آیا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مکان پر ٹھیرا۔ اور شکایت کی عامل یمن نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ رات کو اس نے اس طرح نماز پڑھنی شروع کی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں کہا اے ابو بکر تیری رات اس چور سے بھی بدتر گذرتی ہے۔ اسی رات حضرت کی حرم محترم کا ایک زیور گم گیا۔ آپ تلائیش کرنے لگے وہ چور بھی ساتھ تلائیش کرتا پھرتا تھا۔ آخر وہ زیور سنار کے پاس سے ملا اور اس نے کہا کہ یہی ہاتھ کٹا شخص میرے پاس فروخت کر گیا تھا۔ اس پر آپ نے اس کا بایاں ہاتھ بھی کاٹنے کا حکمدیا۔ اور فرمایا اس کی دعا اس کی چوری سے بھی مجھ پر شاق گذری ہے+

ایک مرتبہ کسی شخص نے ایک ڈھال چرا لی جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔ حضرت صدیق اکبر نے اس شخص کے ہاتھ کٹوا دیئے+

ایک عورت نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میں ایک میت کی دادی ہوں مجھے اس کے ترکہ سے کتنا حصہ پہنچتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن شریف کی رو سے تو تیرا کوئی حصہ نہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فیصلہ مجھے یاد نہیں۔ کسی اور سے دریافت کر کے بتلاؤنگا پھر آپ نے مغیرہ بن شعبہ سے دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے دادی کو چھٹا حصہ دیا۔ اس نے اور شخص سے دریافت کیا اس نے بھی یہی بتلایا۔ اس پر آپ نے اپنا فیصلہ صادر فرمایا+

بیہقی نے روایت کی ہے کہ عمرو بن عاص اور شرجیل بن حسنہ نے بطریق شام کا سر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا آپ نے ایسا کرنے سے منع کیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ لوگ بھی ہمارے سر اپنے امیروں کے پاس بھیجتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جب ہمارے پاس حکم خدا و رسول موجود ہے تو پھر روم و فارس کی تقلید کیوں کیجائے+

ایک مرتبہ آپ نے ایک عورت زینب نامی کو دیکھا تو وہ بولتی نہیں

آپ نے دریافت کیا کہ یہ بولتی کیوں نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ اس نے خموشی کا حج کیا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ بات چیت کر چُپ نہ رہو کیونکہ یہ جاہلیت کا کام ہے۔ شریعت اسلام میں ناجائز ہے یہ سُن کر وہ بولنے لگی اور پوچھا کہ تم کون ہو۔ آپ نے کہا میں مہاجرین میں سے ہوں اس نے پوچھا کون سے مہاجرین میں سے۔ آپ نے فرمایا قریش میں سے۔ اس نے پوچھا قریش کے کس خاندان میں سے۔ آپ نے فرمایا تو تو بڑی باتونی نکلی۔ میں ابو بکر ہوں۔ پھر اس نے پوچھا کہ ہمکو اس دین پر جسکو بعد از جاہلیت خدا نے بھیجا ہے کون قایم رکھیگا؟ آپ نے فرمایا تمہارے امام۔ اس نے پوچھا امام کونسے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تیری قوم میں رئیس نہیں ہوتے جو حکمرانی کرتے ہیں اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا بس وہی امام ہیں ؎

حضرت عائیشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کے پاس ایک غلام تھا جو بازار کا سودا سلف لایا کرتا تھا۔ ایک روز اس نے کچھ لاکر آپ کو کھلایا اور پھر پوچھا آپ جانتے ہیں کہ یہ چیز میں کہاں سے لایا ہوں آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا قصہ یہ ہے کہ میں نے ایک شخص کی نسبت کوئی پیشینگوئی کی تھی وہ پیشینگوئی پوری ہوگئی۔ اس کے بدلے میں اس نے مجھے یہ چیز دی جو آپ نے ابھی تناول فرمائی ہے۔ آپ نے یہ بات سُنتے ہی حلق میں اُنگلی ڈال کر قئے کردی ؎

ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے سوائے حضرت ابو بکر کے کسی کو نہیں سُنا کہ اس نے مشتبہ کھانا کھا کر قئے کردی ہو ؎

تفسیر قرآن جو آپ سے مروی ہے

ابو ملکیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی نے ایک آیت کے معنے پوچھے تو آپ نے فرمایا اگر میں ایسے معنے بیان کردوں خلاف منشار خدا ہیں۔ تو میں کس زمین میں بسوں اور کس آسمان کے نیچے رہوں ؎

بیہقی کہتے ہیں کہ حضرت صدیق ... [illegible]

تو آپ نے فرمایا کہ میں جو کچھ کہونگا میری اپنی رائے ہوگی اگر ٹھیک ہو تو خدا کا احسان سمجھنا چاہیئے ورنہ میرا اور شیطان کا فعل خیال کرنا میرے نزدیک تو اس سے مراد وہ ہے جس کا باپ اور لڑکا نہ ہو۔ جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو آپ نے فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ جو بات حضرت صدیق نے کہی ہو میں اسکو رد کردوں ؛

ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پوچھا کہ تمہاری ان دو آیتوں میں کیا رائے ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ...... انہوں نے کہا اس کے معنے یہ ہیں کہ ایمان لاکر انہوں نے کوئی گناہ نہ کیا اور اپنے ایمان کو گناہ کے ساتھ ملبس نہ کیا۔ آپ نے فرمایا تم نے اس آیت کو غیر محل پر حمل کیا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ ایمان لاکر انہوں نے اسپر استقامت کی یعنی کسی دوسرے خدا کی طرف مائل نہ ہوئے۔ اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ ملبس نہ کیا ؛

ابن جریر روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَةٌ کے معنوں میں آپ نے فرمایا کہ زیادہ سے مراد دیدار الٰہی ہے ؛

ازواج و اولاد

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی چار بیبیاں تھیں دو سے تو قبل اسلام لانے کے ہی نکاح ہوا تھا اور دو سے مدینہ طیبہ میں بعد قبول اسلام و ہجرت ہوا۔ اور ان سے چھ اناث و ذکور اولادیں ہوئیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے ؛

۱۔ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ سے آپ کا پہلا نکاح ہوا جن سے ایک بیٹا عبداللہ اور ایک بیٹی اسماء پیدا ہوئیں۔ عبداللہ تو مسلمان ہوکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی فتح مکہ۔ جنگ حنین اور طائف میں شریک ہوئے اور پھر آنحضرت کے سامنے ہی شوال ۱۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اسماءؓ کا نکاح زبیر بن عوام کے ساتھ ہوا ؛

۲۔ ام رومان بنت عامر بن عمرو۔ ان کے بطن سے عبدالرحمٰنؓ اور

حضرت عائیشہ رضؓ پیدا ہوئے۔ یہ بی بی خود بھی حضرت صدیق اکبر کے ساتھ ہی مسلمان
ہوئی تھیں۔ اور انہوں نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت بھی فرمائی۔ عبدالرحمن کا نام
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی تجویز فرمایا تھا۔ ان کا انتقال ۵۳ھ ہجری
میں ہوا اور حضرت عائیشہ صدیقہ رضؓ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم محترم تھیں۔

۳۔ اسماء بنت عمیس۔ ان سے آپ نے قبول اسلام کے بعد نکاح کیا تھا۔
جن سے ۱۰ھ ہجری میں محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے جو حسنین رضی اللہ عنہما کے
ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ اور دم آخر تک حضرت علی کرم اللہ وجہ کے ساتھ رہے
انہوں نے ۳۸ھ ہجری میں شہادت پائی تھی۔

۴۔ ام حبیبہ۔ بنت خارجہ انصاری یہ بوقت وفات حضرت ابوبکرؓ کے
حاملہ تھیں۔ چنانچہ ان کے چھ ماہ بعد آپ کے بطن سے ایک صاحبزادی
ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

خاتمہ

شکر کہ جمازہ بمنزل رسید   زورق اندیشہ بساحل رسید

خدا کا شکر ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری ختم ہوئی
نہایت معتبر کتابوں سے اس کا انتخاب کیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ خدا اسے
قبول تام بخشے اور عوام و خواص کی نظر میں پسند ہو۔ آمین اللھم صلی علی
محمد و علی آلہٖ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین۔

مکمل گنجینہ طبیب حصہ اول و دوم

اس نایاب کتاب میں صحت جسمانی کی تمام ضروری باتوں کو بالتفصیل بیان
کرتے آخر میں جڑی بوٹیوں کے نقشے معہ خواص درج کئے گئے ہیں
کتاب کیا ہے گویا علم طب کی روح رواں ہے۔ قیمت ... عہ
ملک غلام محمد تاجر کتب کشمیری دروازہ لاہور

قرۃ الواعظین مکمل

یعنی اردو ترجمہ درۃ الناصحین۔ اصل کتاب عربی نصف صفحہ میں ہے اور نصف صفحہ میں اُسکا اُردو ترجمہ با محاورہ سلیس اردو زبان میں عام فہم ہے وعظ و پند کے سلسلہ میں اکثر کتب دیکھی گئی ہیں مگر یہ کتاب اپنی طرز میں بالکل نئی ہے مؤلف نے قرآن مجید کی بیشتر آیات کی تفسیر علی الترتیب نہایت خوبی اور متانت کے ساتھ معتبر اور متداول تفاسیر سے کی ہے پھر ہر آیات کے متعلق احادیث نبویہ اور صحابہ کبار کے دل آویز اقوال کثرت سے درج ہیں۔ قیمت ... ... عہر

مُکمل تذکرۃ الواعظین معہ اُردُو ترجمہ

اصل کتاب عربی نصف صفحہ میں ہے اور نصف صفحہ میں اسکا با محاورہ سلیس عام فہم اردو ترجمہ ہے وعظ کی یہ کتاب بالکل انوکھی اور نئی طرز کی ہے۔ قیمت ۸عہر

مجموعہ خطبہ دلپذیر بزبان پنجابی

یہ بینظیر مجموعہ اس شاعر لاجواب کی تصنیف ہے جس کے نازک خیالوں سے زمانہ بھر کے شاعر اپنی قلمیں توڑ پھینک کر بیٹھ گئے۔ مصنف علام نے یہ خطبے قرآن کریم سے نقل کئے ہیں اور نہایت جانفشانی سے اُنکی تفسیر واضح طور پر پنجابی نظم میں کی ہے قیمت ۶ر

معراج نامہ دلپذیر پنجابی

یہ کتاب مولینا مولوی محمّد دلپذیر صاحب بھیروی کی تصنیفات میں سے ہے مصنف نے معراج شریف کے متعلق کمال وصاحت سے بیان فرمایا ہے حالات جنت جو کہ معراجنامہ قادریار میں مطلق نہیں اس میں مفصل بیان کئے گئے ہیں علاوہ معراج روحانی کے معراج جسمانی بھی استدلال آیات وحدیث ثابت کر دیا ہے قیمت ۶ر

ابواب الجنت

شرح منبہات اہل حجر عسقلانی کتاب وعظ ونصیحت لاثانی بزبان پنجابی نظم ہے یہ کتاب نہایت عمدہ خوشخط چھپ کر تیار ہے قیمت ۸ر

گنجینہ طبیب مکمّل

اس نادرہ اور نسخہ نایاب کے مولف نے علم طب کے نہایت موثر اور مستند سہل الحصول نسخوں کو کہ کوڑیوں کی دوا لاکھوں کا کام کر جائے گویا غریب سے غریب آدمی بھی اس چشمہ فیض سے محروم نہیں رہ سکتا تالیف کر کے مسیحائی اعجاز کیا ہے جس میں انسان کے ہر عضو کی تصویریں مردوں کی امراض کا حال معہ علاج۔ عورتوں کی بیماریاں مع شناخت حمل و ترکیب کشتجات وغیرہ درج ہیں قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ عہ/

دافع الاغراض معہ مکمل شفاالامراض

یہ علم طب کی جامع کتاب علمی و عملی دونوں پہلوؤں کو لئے ہوئے ہے جس میں سر سے پار تک کل چھوٹی بڑی امراض کا حال مفصل لکھا ہے۔ مرض کی پہچان سبب اور علاج اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ ہر ایک شخص اس کتاب کے ذریعہ ہر ایک مرض کا پورا پورا علاج خود اپنے ہاتھ سے کرسکتا ہے۔ نسخے نہایت مجرب اور معتبر درج ہیں جسم انسان کے اندرونی حالات کو بذریعہ تصاویر بیان کیا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ/

محبُوب الرّمل معروف بہ ظہیر الرمل

اس کتاب میں فاضل علامہ نے علم رمل کے اقسام اور رمل کی ایجاد کی تاریخ اور اس کے کل اقسام سے بحث کی ہے۔ ہم دعوے سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ علمی دنیا میں آجتک ایسی جامع کتب علم رمل میں کوئی تصنیف و تالیف نہیں ہوئی ہوگی جو حضرت ظہیری نے لکھی ہے اسکی ایک ادنےٰ کرامت یہ ہے کہ بغیر استاد سے سیکھنے کے ماہر علم رمل ہوسکتا ہے اور حکم صحیح دیسکتا ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۱۲/

مکمّل گنجینہ عملیات طلسمی اردو

وہ طالبان علم نجوم جو شب بھر اختر شماری میں نیند بھر نہیں سوتے۔ وہ علم حب کے متلاشی جو خیال محبوب میں فراق کی راتوں لحہ بھر بھی ایک پہلو نہیں سوتے۔ یہ کتاب معجز نما عاشقوں کی جان ہے جس میں مؤلف نے اپنے آباؤ اجداد کے سینہ بسینہ کے مخفی رازوں کو ظاہر کردیا ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۱۲/

ع ٩١٠ ~~ع ١٣٥٥~~

سيرة الصديق

كتبخانه وقف منصبيه ميرثيه

کتبخانهٔ وقف مکتب طبیهٔ ملکیهٔ شاهانه

سلسلہ مشاہیر اسلام

نمبر ۲

سیرۃ الصدیق

یعنی

سوانح عمری حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ

مؤلفہ و مرتبہ

فقیر محمد بشیر صدیقی علی پوری (مولوی فاضل)

بفرمائش

ملک سردار محمد۔ ول محمد۔ اینڈ برادرس

مالکان سلسلہ مشاہیر اسلام

تاجران کتب کشمیری بازار۔ لاہور

مطبوعہ حمیدیہ سٹیم پریس لاہور

(بار اول) (تعداد ۱۰۰۰) قیمت فی جلد ۸ر

مختصر فہرست کتب

سوانحعمری رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

یہ مبسوط سوانح عمری دوسو سے زیادہ صفحوں پر ختم ہوئی ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک کے حالات درج کرنیکے علاوہ آنحضرت کی نبوت فلسفۂ حسی سے ثابت کیگئی ہے نیز ان اعتراضات کے جو دیگر مذاہب کے منصب اشخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم پر کرتے ہیں۔ نہایت مہذبانہ پیرایہ میں جواب دیئے گئے ہیں قیمت صرف ایکروپیہ عہ۔/

سوانح عمری صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

یہ سوانح عمری سو صفحہ سے زیادہ پر ختم ہے اس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے حالات لکھنے کے علاوہ شیعوں کے ان اعتراضات کے جو وہ پ کرتے ہیں نہایت خوبی سے جواب دیئے ہیں + قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۸/

سوانح عمری عمر فاروق رضؓ

یہ سوانح عمری بھی سنو اصفحہ سے زاید صفحوں پر ختم ہے اس میں بھی شیعوں کے اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں قیمت علاوہ محصولڈاک صرف ۔ ۔ ۔ ۸/

سوانح عمری ذوالنورین حضرت عثمان رضؓ

کی زندگی کے تمام حالات مفصل طور سے درج ہیں۔ مصنف نے زمانہ ماضی کے حالات عین فوٹو کھینچ دیا ہے قیمت بالکل کم یعنے فیجلد صرف ۔ ۔ ۸/

سوانح عمری حضرت علی رضؓ

یہ سوانحعمری جناب علی بن ابی طالب نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر چھپ کر تیار ہے اگر آپ اپنے اسلامی جرنیل کے حالات سے پوری واقفیت چاہتے ہیں تو اسے منگایئے قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۸/